

ORLD POPULATION DAY 2021  
CESS SULTANA DEGREE COLLEGE FOR WOMEN  
COLLABORATION WITH  
NAEEM GHANI CENTRE



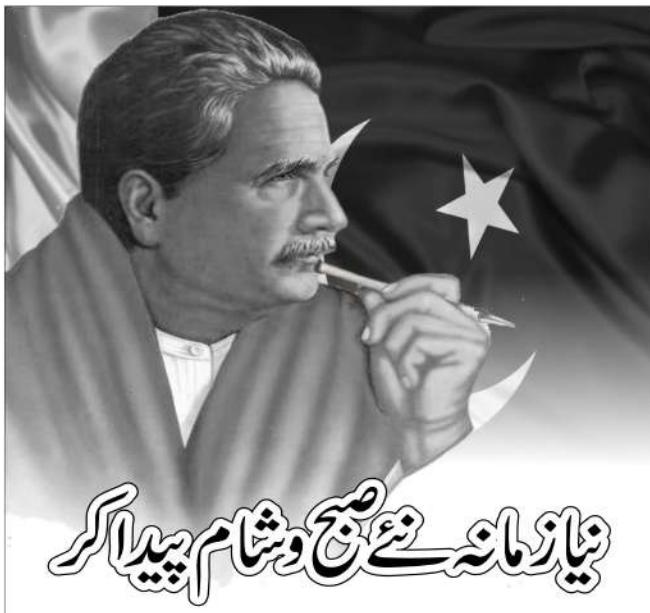
## چلو یہ سوچیں!

WORLD POPULATION DAY  
PRINCESS SULTANA DEGREE COLLEGE FOR WOMEN  
IN COLLABORATION WITH  
NAEEM GHANI CENTRE



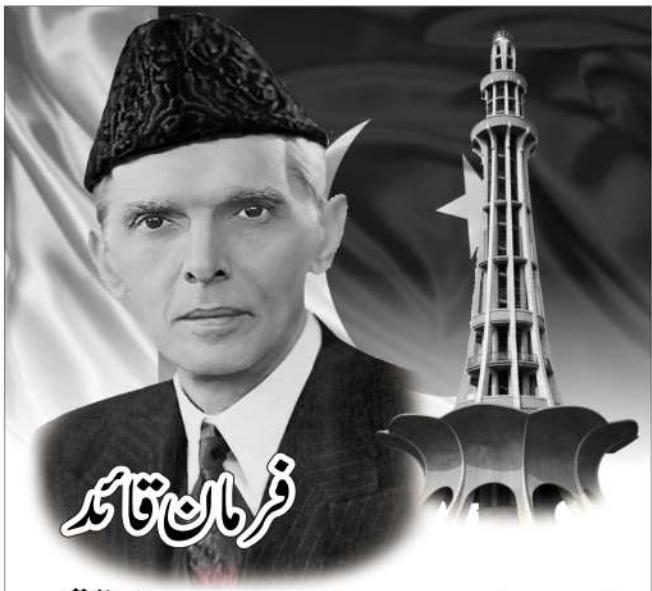
# ورلد پاپولیشن ڈسے تصویری جھلکیاں



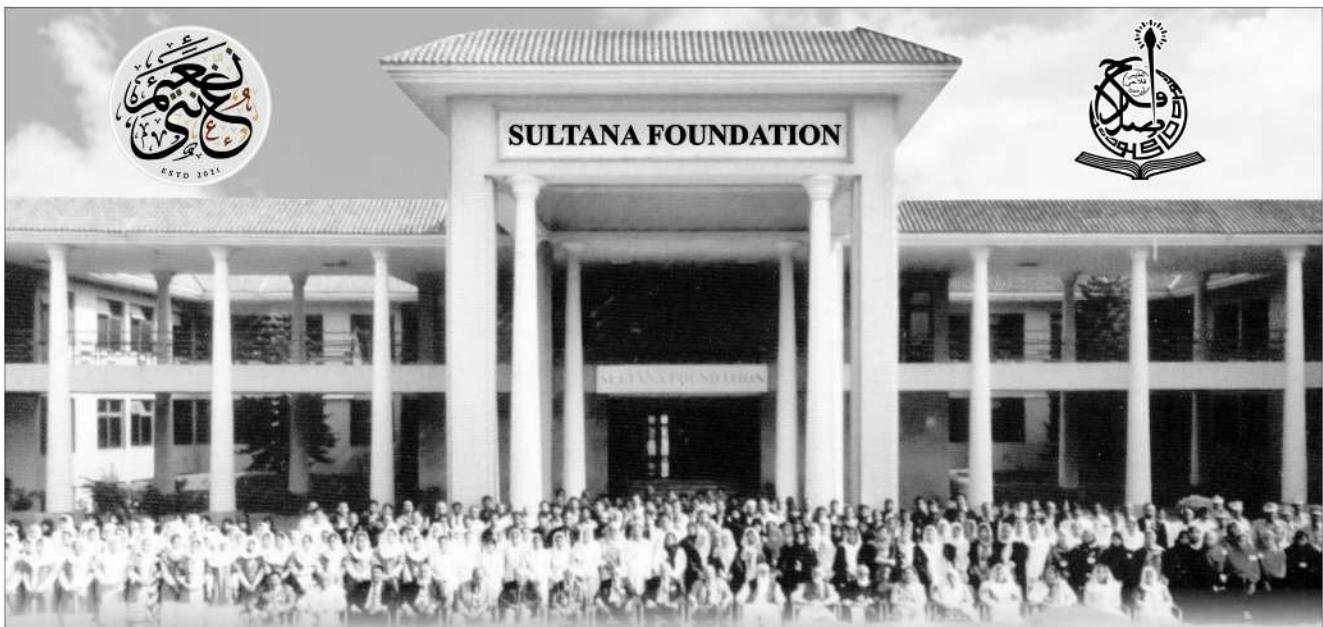


## نیازمند نئے صبح و شام پیدا کر

مجھے عشق کے پر لگا کر اڑا  
میری خاک جگنو بنا کر اڑا  
خرد کو غلامی سے آزاد کر  
جو انوں کو پیروں کا استاد کر

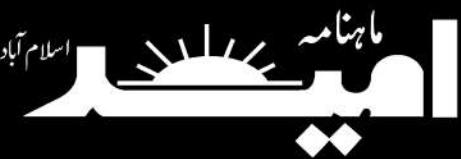


پاکستان کے سامنے ایک بڑا شاندار مستقبل ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ قدرت نے ہمیں جن فیاضیوں سے نوازا ہے ان سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور ایک مضبوط و شاندار پاکستان کی تعمیر کریں۔ (جلسہ عام، ڈھاکہ 28 مارچ 1948ء)



"ہم سمجھتے ہیں کہ اساتذہ کا کردار علمی ترقی میں نہایت اہم ہے اور ہمیں ان کو شایان شان مقام دینا ہوگا۔ اسی سلسلے میں پہل کرتے ہوئے سلطانہ فاؤنڈیشن نے اساتذہ کے مقام کی بحالی کی تحریک کے لئے سال 2017 کو "اساتذہ کا سال" قرار دیا تھا۔" (ڈاکٹر نعیم غنی)

گزشتہ 21 برس سے تعلیم و تربیت اور فکری میدان میں شائع ہونے والا میگزین



شمارہ نمبر 4 جولائی 2021ء جلد نمبر 21

# آؤ یہ سوچیں



03	بیگ راج	ایڈیٹر کے قلم سے
04	ڈاکٹر نعیم غنی	منتخب اداریہ
06	انجینئر عزیز غنی	خطاب
08	حسن نعیم	خطاب
10	امید ڈیک	رپورٹ (سینیٹر)
17	انجینئر عزیز غنی	برہتی ہوئی آبادی
19	شاف گبرز	امید رائیٹرز کلب
33	منتخب کالم	برہتی ہوئی آبادی کے مسائل
35	محمد پرویز جگوال	آبادی میں اضافہ، خدشات
40	ریحانہ اکبر	آبادی کے اثرات
41	ندیم احمد لطیف	لمحہ فکریہ (ترجمہ)
46	انجینئر عزیز غنی	سلطانہ فاؤنڈیشن (خصوصی تحریر)
48	ڈاکٹر نعیم غنی	اپیل برائے عطیات

خط و کتابت: ماہنامہ امید، نعیم غنی سنتر، سلطانہ فاؤنڈیشن کمپلکس  
فراش ٹاؤن، لہٰڑاڑ روڈ، اسلام آباد

فون: 051-2618201-6  
P.O Box: 2700, Islamabad  
Umeed@sultanafoundation.org  
www.sultanafoundation.org

قیمت: 50 روپے

ڈاکٹر نعیم غنی	:	فاؤنڈیشن
حسن نعیم	:	چیف ایڈیٹر
بیگ راج	:	ایڈیٹر
رفعت رشید	:	ڈپٹی ایڈیٹر
نورین بی بی	:	اسٹنٹ ایڈیٹر
ندیم احمد لطیف	:	ترجمہ تلحیص
نعمان پرویز	:	گرافک ڈیزائنر
ناسک نذری	:	ایڈمن و کیسرہ میں

ریسرچ ڈیپارٹمنٹ

محترمہ غزالہ سرور

محمد پرویز جگوال      قیصر ریاض      ریحانہ اکبر

ایڈواائزرز

(سابق چیئرمین پیمر)	میاں محمد جاوید
(اسکالر)	ڈاکٹر انعام الرحمن
آئی ٹی ایکسپرٹ	سلمان تنسیم

اصلاح فکر ایجوکیشنل اینڈ ولفیئر ٹرست (رج ۲)  
پراجیکٹس

سلطانہ فاؤنڈیشن      نعیم غنی سنتر      ہیلتھ کیئر سروسز

چیئرمین: انجینئر عزیز غنی

ٹرست گبران

★ ڈاکٹر تنسیم غنی

★ انجینئر خالد محمود اختر

★ پروفیسر اے ڈی خان

★ حسن نعیم

★ ڈاکٹر ندیم نعیم

★ عبدالعزیز سڈل

★ مسز صدقۃ نعیم

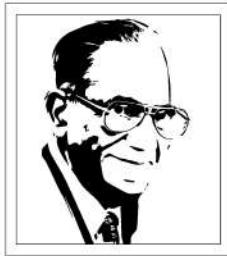
اصلاح فکر ایجوکیشنل اینڈ ولفیئر ٹرست کے تحت نعم غنی سنتر پبلیکیشنز نے خوشید پرنز، اسلام آباد سے چھو کر درفتر ماہنامہ "امید" سلطانہ فاؤنڈیشن کمپلکس، فراش ٹاؤن، لہٰڑاڑ روڈ، اسلام آباد سے شائع کیا۔ ایڈیٹر



## ایڈیٹر کے قلم سے فلیش فلڈ سے بچاؤ کی تیاریاں؟ کیا اسلام آباد بھی کراچی بن جائے گا؟

وفاقی دارالحکومت کے سیکٹر ای الیون میں بارشی پانی نے انوکھی تباہی مچائی۔ پانی گھروں میں داخل ہو گیا۔ اموات ہوئیں۔ گاڑیاں تنگوں کی طرح بہہ نکلیں۔ گڑابل پڑے، کچرے اور غلاظت کے ڈھیر سڑکوں پر دکھائی دیئے۔ ہفتہ بھر علاقے کی صفائی نہ ہو سکی۔ اسلام آباد میں اپنی نوعیت کا یہ پہلا فلیش فلڈ تھا۔ محکمہ موسمیات کے مطابق مون سون میں اتنی بارش ہونا معمول کی بات ہوتی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ سنہ 2001 میں اسلام آباد میں 24 گھنٹوں کے دوران 600 ملی میٹر بارش بھی ریکارڈ کی گئی لیکن ایسی صورتحال پیدا نہیں ہوئی۔ اسلام آباد کے رہائشی اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اسلام آباد کا سیکٹر ای الیون کئی نجی رہائشی سکیموں پر مشتمل ہے اور ان ہاؤسنگ سکیموں اور بلند عمارتوں نے اس سیکٹر سے گزرنے والے برساتی نالوں کو ٹنگ کر دیا ہے۔ سیکٹر ای الیون کے جس حصے میں سب سے زیادہ تباہی ہوئی وہاں ایک نجی سوسائٹی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سوسائٹی سی ڈی اے کی حدود میں نہیں آتی۔ لیکن یہ سوسائٹی اسلام آباد میں تو آتی ہے۔ متعلقہ اداروں نے یہاں ندی نالوں پر تجاوزات کیوں ہونے دیں۔ کیا آئندہ بھی یہی ہوتا رہے گا؟ کیا اب اسلام آباد دوسرا کراچی بن جائے گا؟

فلیش فلڈ کے بدترین اثرات سے بچنے کے لیے شہروں اور قصبوں میں تبدیلیاں لانا وقت کی ضرورت ہے۔ شہروں کی طرف آبادی کی منتقلی کو بھی روکنا ہوگا۔ تیز بارش کے بارے میں پیشگی معلومات فلیش فلڈز کے خطرات سے نمٹنے میں آسانی پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن ہم اس جدید نظام سے فائدہ نہیں اٹھا پا رہے۔ کسی نے کہہ دیا کہ کلاوڈ برسٹ ہوا ہے۔ سب نے مان لیا۔ محکمہ موسمیات نے بعد میں تردید کر دی۔ ایسی منتشر اطلاعات مزید پیچیدگیاں پیدا کرتی ہیں۔ موسم اور سیلا ب کی پیشگوئی کرنے والی سائنس میں بہت تیزی سے بہتری آئی ہے اور اب یہ ممکن ہو گیا ہے کہ بارشی پانی سے سیلا ب کے امکانات کی پیشگوئی پہلے سے ہی کی جاسکے۔ پاکستان کے تمام محکموں کا ایک مشترکہ نظام وضع کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر سال دعویٰ کیا جاتا ہے کہ پری موں سون تیاریاں مکمل ہیں لیکن جب برسات ہوتی ہے اور بارش تیز اور مسلسل آتی ہے تو ساری تیاریاں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔ بارش جو رحمت کا سبب سمجھی جاتی ہے وہ زحمت کا روپ دھار لیتی ہے۔ پورے ملک خصوصاً اسلام آباد میں مون سون سے نپٹنے کا قبل عمل منصوبہ بنانے کی ضرورت ہے۔



## پاکستان کی دیہی آبادی کا بکھیر بڑے شہروں کی طرف ہجرت (دسمبر 2018 میں لکھا گیا اداریہ)

پاکستانی معاشرت آج سے 4-5 دہائیوں قبل دیہی اور شہری آبادیوں میں منقسم تھی اور دیہی زندگی سوائے صحیٰ زندگی اور تعلیمی سہولتوں کے تقریباً تقریباً خود کفیل توازن میں تھی اور کیونٹیز پر مشتمل تھی جن میں سانچھ، ہمسایگی اور باہمی شراکت ان کا امتیاز تھا اور زراعت ان کی معیشت کی رویہ کی ہڈی تھی۔ پاکستان کی تقریباً 220 میلین (22 کروڑ) کی کل آبادی کا دو تھائی حصہ دیہات پر مشتمل ہے جس کا ملکی سالانہ کل پیداوار میں حصہ 25% ہے۔ اس وقت پاکستان کی سالانہ مجموعی پیداوار 300 ارب ڈالر ہے۔ اس طرح دیہاتی آبادی تقریباً 50 ارب ڈالر پیداوار کا حصہ دیتی ہے یعنی 14 کروڑ سے زائد آبادی کا ہر فرد ایک سال میں تقریباً 400 ڈالر کی پیداوار کرتا ہے یعنی صرف تقریباً ایک ڈالر یومیہ کی پیداوار جب کہ آج کے دور میں روزانہ کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لیے ایک فرد کو 2 ڈالر یومیہ چاہئیں۔ گویا دیہات پر مشتمل ہماری آبادی کے اس دو تھائی حصے کا معیار زندگی بقاءِ حیات کی سطح سے بھی نیچے ہے۔

جدید معاشرتی میزان کے مطابق اور بنیادی ضروریات کے پھیلتے ہوئے روانج کے سامنے پاکستان کے دیہی علاقوں کے طرز زندگی میں 'بشری ترقی اور نشوونما' کا عمل ایک جمود کا شکار ہے۔ اس طرز زندگی میں بمشکل بقاءِ حیات کی ضروریات ہی پوری ہو پاتی ہیں۔ (ڈاکٹر نعیم غنی)

دیہاتی آبادی اس لیے دیہاتی آبادی کے نوجوان شہروں کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور روزگار کی تلاش میں پریشان رہتے ہیں کیونکہ ان کے پاس تعلیم یا ہنر کوئی ہوتا نہیں اس لیے وہ زندہ رہنے کے لیے کوئی بھی کام کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

### روایتی دیہی اور شہری تقسیم

پاکستانی علاقائی ثقافت میں روایتی دیہی اور شہری تقسیم تیزی سے دیہی ہجرت اور شہری اضافیت میں بدل رہی ہے اور ایسا

بغیر کسی سماجی منصوبہ بندی کے ہو رہا ہے۔ بڑے شہروں میں مضافات میں کچے مکان، ٹین کی چھتوں والی جھونپڑیاں بذات خود بغیر کسی بلدیاتی انفراسٹرکچر کے شہربنتے جا رہے ہیں۔ وہاں بھی جائیدادی سرمایہ داروں میں ایک ہزار سے دو ہزار کرائے کے کچے مکان کرائے پر دینے کا کاروبار چلتا ہے۔ سرکاری زمینوں، شمالی زمینوں، نجی ملکیت کی زمینوں پر غیر قانونی قبضے ان دیہی مہاجروں کی منزل بن جاتے ہیں۔ ایک طرف ان حالات سے انفرادی سطح کی مسکینیت (misery) اور خستہ حالی تو متوجہ ہوتی ہی ہے لیکن دوسری طرف اس بے منصوبہ بند بھرت سے ان مضافاتی آبادیوں کے مکین بے پتہ، بے شناخت اور بے حساب افراد بن جاتے ہیں۔

ان مضافاتی آبادیوں میں نہ ہی کمیونٹی طرز کی زندگی ہوتی ہے اور نہ ہی ان کی زندگی بلدیاتی نظام کے تابع ہوتی ہے۔ ان علاقوں میں امن و امان اور تحفظ انفرادی ذمہ داریاں اور حقوق ہر مہاجر فرد کی اپنی سطح پر ہوتے ہیں۔ کم سے کم رہائشی لوازمات بجلی، پانی، چلنے یا نقل و حرکت کے لیے راستے، صحتی یا تعلیمی سہولتیں اور ماحولیاتی نگہداشت ناپید ہیں۔

یہ بے پتہ افراد یا خاندان شہروں کی معاشی سرگرمیوں کی اکائیاں ضرور بن جاتے ہیں لیکن اپنی بے پتگی کے وجہ سے یہ لوگ کاروباری افراد اور باقی شہریوں کے لیے امن و امان اور غیر سماجی، ناجائز، غیر قانونی حرکات کا منبع بھی بن جاتے ہیں۔ اس قسم کی بے منصوبہ بند افرادی بھرت اور ان کی منازل میں بے پتگی معاشرتی حالت کو مستقل طور پر متأثر کرتی ہے۔

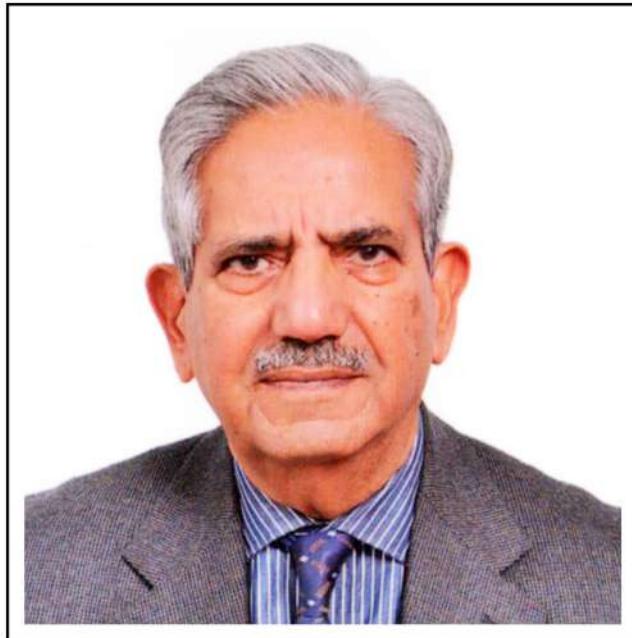
**پالیسی ساز سطح پر دیہاتی آبادی بالکل نظر وہ سے او جھل ہے۔ صرف شہروں میں سہولتوں اور ترقیاتی کاموں کا ذکر ہوتا ہے۔ دیہاتوں میں بنیادی ضروریات زندگی بے تو جہی کاشکار ہیں۔ (ڈاکٹر نعیم غنی)**

## سیمینار-ورلڈ پاپلیشن ڈے

### خطاب انجینئر عزیز غنی، چیئر مین سلطانہ فاؤنڈیشن

تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کا مسئلہ تو ہے ہی سب جانتے ہیں۔ اور بھی بہت سے مسائل ہیں۔

آپ کو اس ڈسپلن سے بیٹھے ہوئے دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں بہتر مستقبل کی خواہش دیکھ کر پرانا پاکستان یاد آ جاتا ہے۔ ایک پر امن تیزی سے ترقی کرتا ہوا پاکستان جسے کبھی آج کے کئی ترقی یافہ اور ترقی پذیر ملک رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔



جہاں پیک ٹرانسپورٹ کے لیے بسیں چلتی تھیں، اسلام آباد میں تو ڈبل ڈیکر بس سروس تھی۔ جہاں باہر سے آنے والے سربراہ مملکت عوام کی تالیوں کی گونج میں اوپن گاڑی میں سڑکوں سے گزرتے تھے۔

یاد آتا ہے وہ پاکستان جس کے جوانوں نے سالہا سال کھیلوں کے میدان میں اپنی دھاک بٹھائے رکھی۔ سکواش، ہاکی،

آنٹھلیکس کے نامور کھلاڑیوں کے نام آج بھی یاد ہیں۔ پنڈی کی سڑکیں جہاں صبح سوریے چھڑ کا وہوتا تھا کہ دھول نہ اٹھے، اسلام آباد کے وہ نالے جن سے چشمتوں سے آنے والا ٹھنڈا اپانی ہم پیتے تھے۔ سب گم ہو گیا۔ سب شغل آہستہ آہستہ ختم ہو گئے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کی بات ہو رہی ہے تو کسی نے خوب کہا ہے کہ اب پاکستانیوں کا بس ایک شغل باقی رہ گیا ہے، بچے پیدا کرنا۔

سوائے شروع کی ایک دو دہائیوں کے کسی نے عوام کی بہتری کی طرف دھیان نہیں دیا۔ صحت کا نہیں سوچا۔ تعلیم کا نہیں سوچا۔ روزگار کا نہیں سوچا۔ نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ دنیا Nano Technology اور Artificial Intelligence کی بات کر رہی ہے اور پاکستان کی آدمی آبادی ان پڑھ ہے۔ ہمارے سکالرز خاص کر مذہبی علماء نے عوام کی تربیت میں صحیح کردار ادا نہیں کیا۔ ان پڑھ آبادی اور دوسروں کے ذہنوں کو جکڑ لیا۔ عبادات کا بتایا، معاملات کو بھول گئے۔ دنیا میں رہنے کا طریقہ بتایا ہی نہیں۔ جہالت

یہ ہے کہ بے بس غریب عوام سمجھتے ہیں کہ اسی طرح مرمر کے زندگی گزارنا ہی ان کا مقدر ہے۔ یہی ان کی قسمت ہے۔ جھگیوں میں رہنے والے یہی سمجھتے ہیں کہ شاید اللہ نے ان کو اسی طرح زندگی گزارنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ ان کے دل و دماغ کو ماؤف کر دیا گیا ہے۔ ان کے ذہنوں میں کوئی اور سوچ ہی نہیں آتی۔

سوچ سوچ کر افسوس ہوتا ہے کہ کچھ کیے بغیر ہی عمر گزاردی اور نئی نسل کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آبادی میں بے ہنگام اضافہ بہت سی مشکلات کا باعث بن رہا ہے۔ 1970 میں بغلہ دلیش کی آبادی 5.6 کروڑ اور پاکستان کی آبادی 5.8 کروڑ تھی۔ اب بغلہ دلیش کی آبادی 17 کروڑ سے کم اور پاکستان کی آبادی 22 کروڑ سے زیادہ ہے۔ بغلہ دلیش میں آبادی میں اضافے کی سالانہ شرح تقریباً ایک فیصد اور پاکستان میں 2 فیصد سے بھی زیادہ ہے۔ 2050 میں پاکستان کی آبادی 40 کروڑ ہو جائے گی۔ علاقے کے تمام ممالک میں ترقی کی شرح آبادی کی شرح اضافہ سے زیادہ رہی۔ پاکستان میں ترقی کی شرح بتدریج آبادی کی شرح اضافہ سے کم ہوتی گئی۔ نتیجہ یہ کہ آج وطن عزیز قرضوں کے جال میں پھنسا ہوا ہے اور اپنی آزادی برقرار رکھنے کی تگ و دو میں لگا ہوا ہے۔

زرعی ملک ہونے کے ناطے ایک اجناس Exporting ملک کی بجائے پاکستان ایک Net Food Importing ملک بن گیا ہے۔ کاشن، گندم، چینی، خوردنی تیل اور دالیں تک Import کرنے میں کثیر زر مبادلہ خرچ کرتا ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی سے ہر قسم کی شہری سہولتوں پر دباؤ بڑھتا ہے۔ تعلیم، صحت، رہائش اور اس کے ساتھ ساتھ بجلی، پانی، گیس، ٹرانسپورٹ سمیت ہر قسم کی سہولت کی ضروریات بڑھتی جاتی ہیں۔

سوچیں ذرا، اگر ہماری آبادی بغلہ دلیش کی آبادی کے برابر ہوتی تو ہم کتنے آسودہ ہوتے۔ لیکن یہ کیسے ہوتا؟ ہمارے نام نہاد حکمرانوں نے عوام میں تعلیم، عقل اور سوچنے سمجھنے کا شعور اجاگر ہونے ہی نہیں دیا کہ وہ اپنی اور اپنے ملک کی ترقی کے لیے صحیح فیصلہ کر سکیں۔

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

## سینیارورلڈ پاپولیشن ڈے

### خطاب: حسن نعیم، ایگزیکٹوڈ اریکٹر، نعیم غنی سنٹر

سلطانہ فاؤنڈیشن شروع سے ایک ایسا ادارہ رہا ہے کہ جو صرف تعلیم پہی فوکس نہیں کرتا بلکہ سوچنے کے اور پر زیادہ زور دیتا ہے



اور اپنی سوچ کو بدلتے کے ساتھ ساتھ اپنے ارگرڈ پسمندہ لوگوں کو اور پر اٹھانے پر زور دیتا ہے۔ جو ہم سب کی ذمہ داری ہے Historically آبادی سے متعلق ڈھیر ساری انفارمیشن پہلے سے موجود ہیں کہ عالمی آبادی پہلے لاکھ سال میں ایک بلین کے قریب آئی پھر اگلے 35 سال میں 2 بلین آئی اگلے 15 سال میں پھر تین بلین، پھر آٹھ سال کے بعد 4 بلین اب ہم 8 بلین کے قریب ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی Population Bomb کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

اس وجہ سے انسان کے ذہن میں آتا ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی Critical thinking تباہی کا محرك ہو سکتی ہے۔ بہت ساری آبادی آرہی ہیں وہ سب کہہ رہے ہیں کہ 2050 میں اور 2070 کے درمیان دنیا 11 بلین یا 13 بلین کے درمیان Stablise کر جائے گی اور اس مدت کے اندر Population Decline کر جائے گی۔ ہم آجکل مختلف پروگرامز نیٹ پر Follow کرتے ہیں بہت سے لوگ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ Resources کم ہو جائیں گے۔

کر جائے گی۔ ہم آجکل مختلف پروگرامز نیٹ پر Follow کرتے ہیں بہت سے لوگ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ Resources کم ہو جائیں گے۔

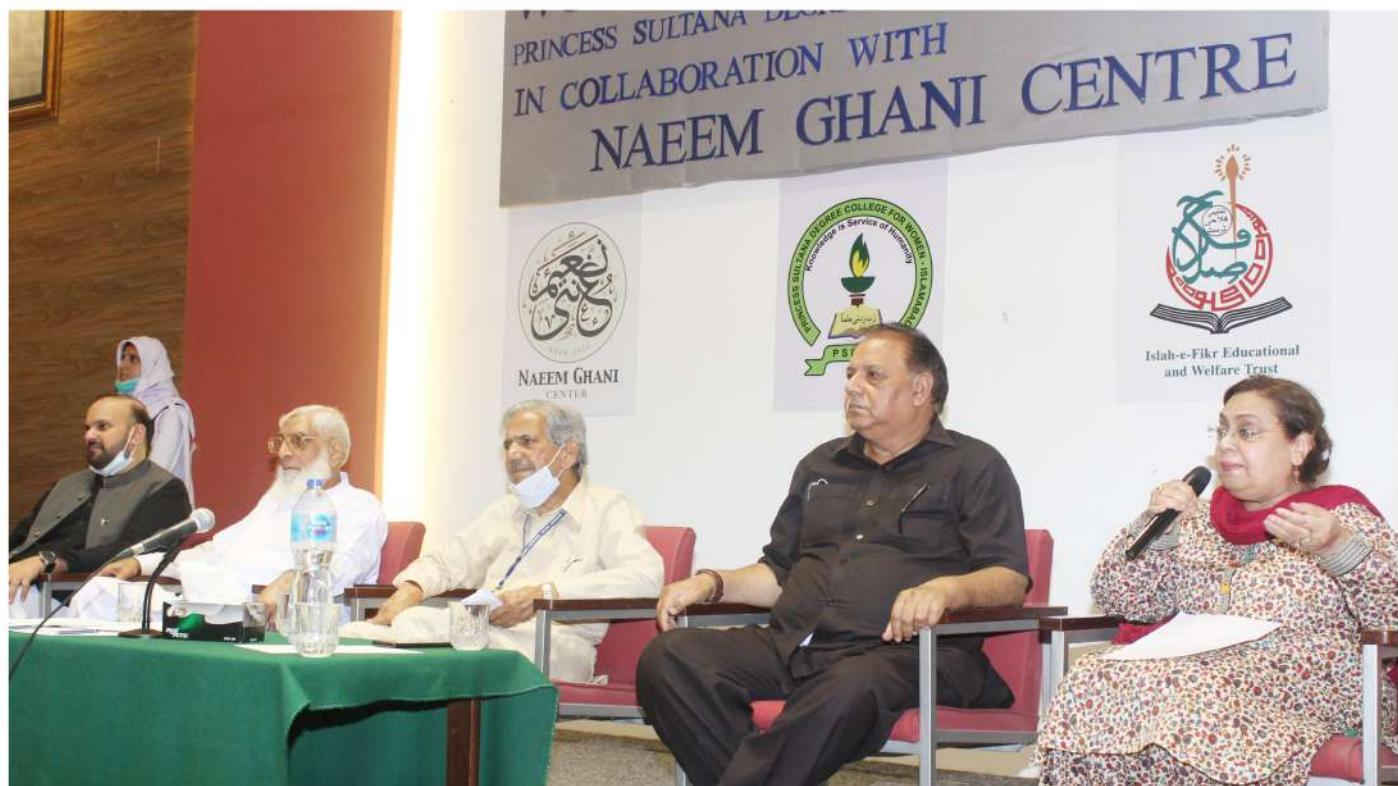
ہم نے نوٹ کیا ہے کہ 1860 میں دنیا کے پاس Energy, Food, Water ساری چیزیں کم تھیں لوگ وسائل سے تین گنا زیادہ تھے اور پھر ہم نے 3 گنا Resources بڑھا لیے تھے۔ پچھلے ہفتے میں ایک ڈاکونٹری دیکھ رہا تھا کہ ہم جتنے زیادہ

لوگ ہوں گے اتنے ہی زیادہ دماغ ہمارے پاس ہوں گے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ Problems کو Solutions دینے کے لیے۔ انسان کو engaged کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نے ایک بڑی صلاحیت دی ہے کہ وہ ہر طرح کے حالات کے لحاظ سے بہتر solution نکال سکتے ہیں۔ آپ سب لوگوں کو

we Should start critical reasoning for more important Questions

- اور Asking Relevent Questions کیونکہ یہ باہمیں ایک Solution کی طرف لے کے جاتی ہے۔

سلطانہ فاؤنڈیشن میں، این جی سی میں Even health Services کے ہماری میں بھی ہمیں وہ لوگ چاہئیں جو ایک بہتر سوچ رکھتے ہوں اور ایک بہتر Solution دے سکتے ہوں۔ آج کے دن کو موقع بناتے ہوئے ہم یہ شروعات کرنا چاہتے ہیں کہ سارے طلباء اور سارے اساتذہ Encourage کو Critical Questioning کریں۔ میں تمام فکلیٹی اور خاص طور پر پنسپل میڈم غزالہ خالدہ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اتنا اچھا پروگرام منعقد کیا دوسرا اہم بات کہ گلوبل چینچ کے بارے میں ہمارے طلباء و طالبات اور اساتذہ کے کیا کیا خیالات و تصورات ہیں اور ہم اس گلوبل چینچ کے ساتھ ساتھ آبادی کے چینچ کو عبور کر سکتے ہیں۔



سیمینار

# ورلڈ پاپولیشن ڈے

## رپورٹ: امید ڈیسک

پرس سلطانہ ڈگری کالج برائے خواتین اور نعیم غنی سنٹر (NGC) کے اشتراک سے سلطانہ فاؤنڈیشن، میں 3 جولائی 2021 کو "آبادی کے عالمی دن" کے حوالے سے ایک سیمینار منعقد کیا گیا۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے فرشت ایئر کی طالبہ عالیہ نے کیا۔ نعت رسول مقبول ﷺ فور تھا ایئر کی طالبہ آرزو مقصود نے پیش کی۔ پروگرام میں سطح سیکرٹری کے فرائض مس بسمہ ریاض نے انجام دیئے۔ سیمینار کا آغاز ہیڈ آف میڈیا اینڈ پبلیکیشن (NGC) محترم بیگ راج نے کیا۔ انہوں نے کہا

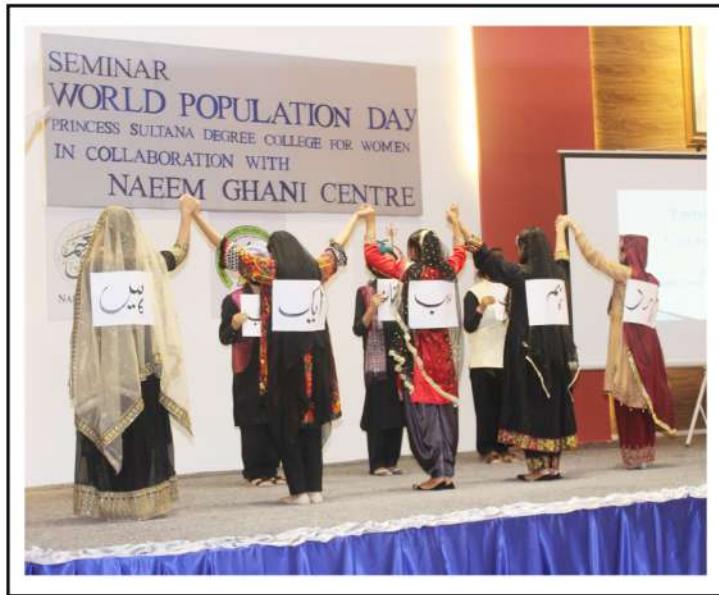
محترم مہماں ان گرامی آپ سب کا میں بے حد شکر گزار ہوں کے آپ نے اس سیمینار کو پُر رونق بنایا۔ ڈاکٹر نعیم غنی صاحب فرماتے تھے کہ آبادی کو گناہ بھی ہم نے تو 21 کروڑ گناہ لانکہ ہم 22 کروڑ ہیں۔

1 کروڑ گنے میں ہی کھا جاتے ہیں۔ آج آپ نے خبر پڑھی ہو گی کہ فارن آفس کا ایک ڈرائیور ہے اس کا تعلق عیسائی کمیونٹی سے ہے ان کی



بیٹی نے CSS پاس کر لیا ہے۔ اور وہ فارن منسٹری میں ہی آفسر ہو گئی ہیں اسی طرح چند دن پہلے خبر آئی تھی کہ ایک خاتون کی پانچ بیٹیاں ہیں والدہ نے بتایا کہ جب پانچوں بیٹی پیدا ہوئی تو سب رشتے داروں نے ملنا ہی چھوڑ دیا لیکن جب پانچوں بیٹیوں نے CSS کر کے اچھی جاب کر لی تو اب سارے رشتے دار باری باری ملنے آرہے ہیں، کوئی پھول لا رہا ہے تو کوئی مٹھائی لا رہا ہے۔ یہاں یہ بات بتانے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے ہاں آبادی کے بڑھنے کی ایک بڑی وجہ ہے کہ اولاد نرینہ جب تک پیدا نہیں ہوتی والدین آبادی میں اضافہ کرتے جاتے ہیں لیکن اگر بیٹی ہی اولاد نرینہ کا کام کر دے تو پھر شاید آبادی کے بڑھنے کی یہ وجہ ختم ہو جائے گی۔ آج کے سیمینار میں جہاں ہم بڑھتی آبادی کے اثرات کا جائزہ لیں گے، وجوہات کا جائزہ لیں گے ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ کیا جن ملکوں نے آبادی کنٹرول کی ہے ان کے حالات میں کیا تبدیلی آئی اور جنہوں نے کنٹرول نہیں کی ان کے حالات کیا ہوئے۔ عمومی

عقیدہ یہ ہے کہ آبادی تو اور پر سے آتی ہے اور جس روح نے زمین پر اتنا ہے اتر کے ہی رہتا ہے۔ لیکن چین نے یورپ نے بگھہ دیش



نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ اگر کوئی ملک آبادی کو کنٹرول کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے کوئی بڑھانا چاہے تو بڑھا سکتا ہے۔ کوئی کم کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ ہم ان تمام پہلوؤں کا اس سیمینار میں بھی احاطہ کریں گے اور اس اشوکومکنہ حل کی طرف لے جائیں گے۔ اس کے بعد سال سومن کی طالبہ سیدہ زہرہ بتول نے پتقریر کی جو کہ قارئین کے پیش نظر ہے۔

## World Population Day

In the name of Allah Almighty, the most Beneficent and Merciful. Respectable guests, honourable Principal, respected teachers and dear students.

**Assalam o Alaikum!**

We are assembled here to celebrate the "World Population Day". The day is celebrated internationally on 11th July, started by United Nations in order to encourage events, activities and information for realizing the effects of increasing world population. The celebration also aims to enhance the awareness of population issues including their relations to the environment and development.

If over population is not managed properly by a government it causes political, social and economical downfall for a country. United Nations works

with many partners including government, nongovernmental organizations, religious leaders and others to achieve its mission, for better response it increasingly devotes resources to country-led efforts to achieve improved results.

Pakistan stands 5th in the list of world's most populous countries. The majority of its population lives in rural areas, they are mostly uneducated. Pakistan is facing serious challenges like water shortage, electricity, less job opportunities, health, education, law & order issues due to overpopulation. In 1989 the world population crossed 5 billion mark, so according to increasing digits Pakistan had also initiated steps for supporting family planning. For such issues the possible way to counter over population is to provide sufficient resources and opportunities to people, to be more productive.

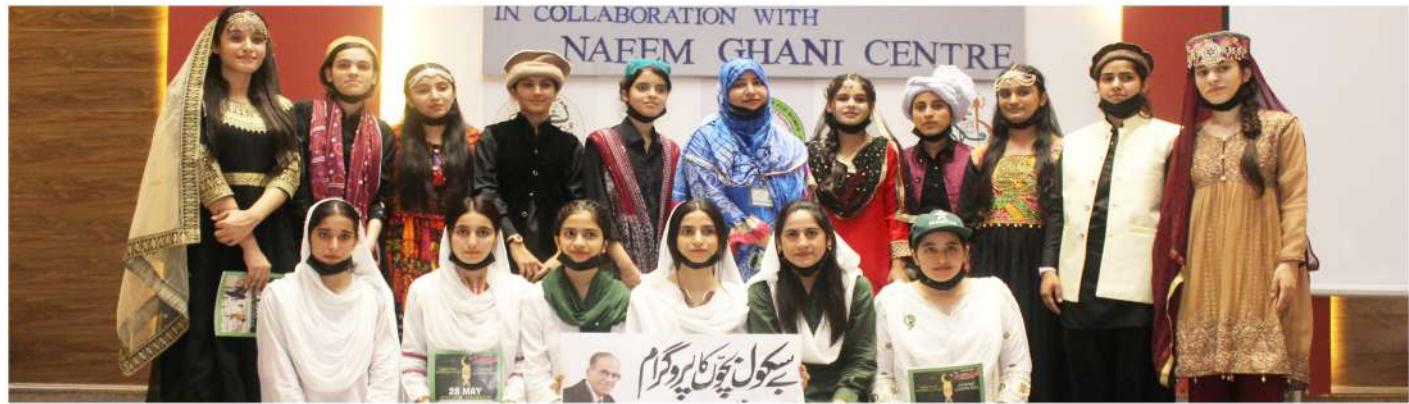
We can have the example of the most populated country of the world, China. China has trained its manpower efficiently and made progress in all the spheres of life.



Pakistan government needs to be up-graded for such strategies to make the whole nation privileged. Resources must be distributed equally among all, so that we can manage over population.

Through this forum, we appeal to all of you to come forward and join hands in this social cause and make our country more developed and self-sufficient.

Thank you



بعد ازاں سال دوم کی طالبات نے ٹیبلو پیش کیا جس کا عنوان تھا "چلو یہ سوچیں"۔ اس کے بعد مس بسمہ ریاض نے خوبصورت آواز میں آزاد نظم پیش کی جس کا عنوان تھا "میرے وطن کے اُداس لوگو" جس کو سن کر اور اُس سے فسلک آرت تصاویر کو دیکھ کر حاضرین مجلس سراہے بغیر نہ رہ سکے۔ سال دوم کی طالبہ عاشقہ تبسم نے "آبادی کا عالمی دن" پر اردو زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جناب عزت مآب چیئر مین سلطانہ فاؤنڈیشن انجینئر عزیر غنی صاحب ایگزیکٹو ڈائریکٹر جناب حسن نعیم صاحب، ڈائریکٹر و پرنسپل صاحبان، قابل وقار اساتذہ کرام، معزز مہمان خصوصی اور کاروان عمل کے باشур ساتھیو السلام علیکم!

صدرِ ذی وقار اور حاضرین والا!

مجھے جس عنوان پر لب کشائی کرنے کا موقع ملا وہ ہے "آبادی کا عالمی دن" یہ دن 1 جولائی کو دنیا بھر میں منایا جاتا ہے۔ اس دن کے منانے کا آغاز 1989ء سے اقوام متحده کی جانب سے کیا گیا جس کا مقصد دنیا میں بڑھتی ہوئی آبادی اور اس سے متعلق مسائل کے حوالے سے شور اجاگر کرنا ہے۔ اقوام متحده کے منشور کے مطابق خاندانی منصوبہ بندی کے محفوظ ذرائع تک رسائی ہر شخص کا بنیادی حق ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کا مسئلہ پوری دنیا کا مسئلہ تھا اسی لئے

طويل عرصه کي غلامي کے بعد 1947ء میں ہمارا پیارا وطن پاکستان جب دنیا کے نقشے پر آزادی لے کر نمودار ہوا تو اپنی آزادی کو برقرار رکھنے اور ملک کو خوشحال رکھنے کے لئے بہت سے مسائل درپیش تھے جس میں ملکی دفاع، خوارک، تعلیم، آباد کاری وغیرہ کے مسائل حکومت کے لئے زیر یور تھے۔

سامعین کرام!

انہی بڑے بڑے مسائل میں ایک اہم مسئلہ ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کا بھی تھا۔ جب وطن عزیز آزاد ہوا تو اس وقت یہاں کی گل آبادی کو تمام تر سہولیات مہیا کرنا حکومت کی اہم ذمہ داری تھی۔ لہذا پانچ سالہ منصوبہ تشکیل دیئے گئے جن کے ذریعے ان

مسئل کو حل کرنے میں نمایاں کامیابی نئی ٹکنیک کے ذریعے طے شدہ نشان بھی تجویز کئے گئے۔  
جناب صدر!

جہاں سوئی نہیں بنتی تھی وہاں جیٹ جہاز اور میزائل بننے لگے۔ زراعت کے شعبے میں سبز انقلاب برپا ہوا۔ تعلیم کو کافی فروغ ملا۔ صدر عالی و حاضرین گرامی! ہم وہ واحد اسلامی ملک ہیں جو ایسی طاقت رکھتا ہے۔ اپنی دلفریب دھرتی کی سرحدوں کی حفاظت کرنے کے لئے دنیا کا بہترین جنگی جیٹ طیاروں کا "صنعت کار" ہونے کا شرف ہمیں حاصل ہے۔

اسی طرح دنیا کی بہترین چوتھی بڑی فوجی طاقت کا اعزاز بھی ہمارے لئے قابل فخر بات ہے۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر  
هر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ  
حاضرین فاضل!

اوچے ڈھلوان سے بہتی آبشاروں، خوبصورت نظارہ پیش کرتی جھیلوں اور ڈیموں کا حامل یہ حسین خطہ پوری دنیا میں سب سے بڑے نہری نظام کے لیے جانا جاتا ہے۔

حاضرین محفل! صرف یہی نہیں اگر ہم زراعت کے شعبے کی بات کریں تو 73 سالہ دور میں ہم نے زراعت کے شعبے میں عالمی سطح پر کامیابی کے جھنڈے گاڑے ہیں۔ چیدہ چیدہ ذکر کیا جائے تو چاول کی پیداوار میں ہم چوتھے نمبر پر اور گندم کی پیداوار میں ساتویں نمبر پر ہیں۔ 135.0 میٹرک ٹن کپاس کی اوست پیداوار کے ساتھ ہمارے ملک کا پانچواں نمبر ہے۔

اربابِ دانش! ہم آزادی کے 73 سالہ دور پر نظر ثانی کریں تو کہیں ناکہیں ہمیں اب بھی کچھ مسائل درپیش ہیں جن کو حل

کرنے کے لئے بڑے بڑے منصوبے بنائے گئے تھے۔

آخر یہ معتمد کیسا ہے؟ ملک میں ترقی ہو رہی ہے پھر بھی بے روزگاری اور غربت ختم نہیں ہو رہی۔ اگر مسائل حل ہو رہے ہیں تو مست رفتاری سے کیوں؟ کیونکہ جس تیزی سے ملک میں ترقی ہو رہی ہے اس سے کہیں زیادہ تیزی سے ملک میں آبادی بڑھ رہی ہے۔ آزادی کے 73 سالوں میں وطن عزیز نے بے شک نہایت ترقی کی ہے۔ لیکن پھر بھی آج بے

روزگاری، غربت اور ناخواندگی کے مسائل نظر آتے ہیں۔ آخر میں اپنی تقریر کو ان الفاظ کے ساتھ سمیٹنا چاہتی ہوں کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اگر وطن عزیز کو ترقی کی راہ پر گامزن دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کے مسائل کو سنجیدگی سے حل کرنا ہو گا۔ ملک کا سب سے بڑا مسئلہ بڑھتی ہوئی آبادی ہے۔ اس کے لیے ملکی سطح پر اٹھائے جانے والے اقدامات کا خیر مقدم کرنا ہو گا۔ پاکستان زندہ باد

ڈائریکٹر پرس سلطانہ ڈگری کالج برائے خواتین کی پرنسپل پروفیسر غزالہ خالد، ان کی اساتذہ اور خاص طور پر مدد یا اینڈ

پبلیکیشن کے ہیڈ ریاض بیگ راج صاحب اور ان کی ٹیم کا بہت بہت شکریہ کہ انہوں World Population Day کے حوالے سے اتنی شاندار تقریب منعقد کی۔ یہ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ سب نے، خاص طور پر کالج کی طالبات نے آبادی کے عالمی دن کے حوالے سے تقریب کے سوال جواب کے سیشن میں بھرپور شرکت کی۔ چیزیں میں کی تقریر کے بعد سوال و جواب کا ایک

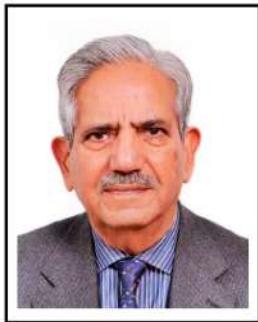
سیشن ہوا اور معزز مہمانان گرامی محترم چیئر مین انجینئر عزیز غنی محترم انجینئر خالد محمود اختر نے اس سیشن کی صدارت کی۔ جناب حسن نعیم، محترمہ پرنسپل کالج پروفیسر غزالہ خالد اور جناب بیگ راج پینل میں شامل تھے طالبات نے موضوع کے حوالے سے سوالات



کیئے۔ پینل کے شرکاء نے طالبات کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ اور یوں حاضرین کی معلومات میں زبردست اضافہ ہوا۔ آخر میں پرنسپل پروفیسر غزالہ خالد نے تمام معزز مہمانان

گرامی کا خوبصورت الفاظ میں شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس پروگرام میں شرکت فرمایا کہ رونق بخشی۔ آپ نے طالبات سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آبادی کے عالمی دن کے موقع پر میں یہی کہنا چاہوں گی کہ آبادی کسی بھی ملک کی زمین اور قدرتی پیداواری وسائل کے مطابق ہونی چاہیے۔ مرحوم چیئر مین سلطانہ فاؤنڈیشن ڈاکٹر نعیم غنی صاحب کے بقول ”آبادی کا ڈھیر و بکھیر“ یعنی بے ترتیب اور بے تربیت افراد کا ڈھیر کسی بھی ملک کی ترقی میں مددگار ہونے کی بجائے اس معاشرے میں مسائل کا سبب بن رہا ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ میری تمام عمر تعلیم کے شعبے کی خدمت کرتے ہوئے گزری آج اس موقع پر میرا فوکس اپنی طالبات کی کردار سازی پر ہے میں اپنے سٹاف اور طالبات کو قادر داعظم کا یہ قول یاد کرانا چاہتی ہوں کہ ”کام، کام، اور بس کام،“ قوم و ملک کی خدمت کو اپنا نصب العین بنائیں۔ آخر میں تمام طالبات اور لیکچررز کے چیئر مین اور معزز مہمانان گرامی کے ہمراہ تصویریں بنائیں گئیں۔ گروپ فوٹو کے بعد مہمانوں کی تواضع کا افربند و بست کیا گیا تھا۔ آرٹ گیلری میں میز کر سیاں لگا کر صاف ستھری کر کری میں چکن پیٹیز بسکٹ اور چائے بڑے سلیقے کے ساتھ طالبات نے پیش کیے اور محترم چیئر مین صاحب سے داد و صول کی۔

رپورٹ: رفعت رشید، اسٹینٹ ایڈیٹر، ماہنامہ امید ☆



## پاکستان میں شہروں کی بڑھتی ہوئی آبادی اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مسائل انجینئر عزیر غنی

مختلف عوامل پاکستان میں شہروں کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کا باعث بن رہے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت آبادی کا کوئی 36 فیصد حصہ شہروں میں رہتا ہے جو 2030 تک 50 فیصد ہو جائے گا۔ شہروں میں آبادی کی منتقلی کی یہ رفتار ایشیاء میں سب سے زیادہ ہے۔ عموماً کسی ملک میں بتدریج ترقی اور شہروں میں بہتر کار و باری اور دیگر سہولتوں میسر ہونے کو شہروں کی طرف آبادی کی منتقلی کی بڑی وجہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن پاکستان میں شہری علاقوں کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کی اور بھی بہت سی وجوہات ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

دیہی علاقوں میں ہر قسم کی سہولتوں کا فقدان 1

جب سے پاکستان بنائے دیہی علاقوں میں ترقی کے لیے کوئی جامع منصوبہ بندی نہیں کی گئی۔ تعلیم، صحت، روزگار، غرضیکہ بہتر زندگی کے لیے ہر ہر سہولت کے لیے دیہی علاقوں کی آبادی کو مسلسل نظر انداز کیا گیا۔ نہ زراعت پر بنی کوئی انڈسٹری، نہ معیاری سکول و کالج، نہ ہسپتال، نہ مناسب ذرائع آمد و رفت، نہ دیگر شہری سہولتوں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اب نہ صرف ہماری زرعی پیداوار بری طرح متاثر ہو رہی ہے بلکہ دیہی علاقوں کے لوگ اپنے اور اپنے بچوں کے بہتر مستقبل کے لیے تیزی سے شہروں کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔

شورش زدہ علاقوں سے بے روک ٹوک آبادی کی ہجرت 2

پچھلی کئی دہائیوں میں ہمسایہ ملک افغانستان میں خانہ جنگی اور اپنے ملک کے شمال مغربی شورش زدہ علاقوں سے لاکھوں افراد کی پاکستان کے پُرسکون علاقوں کی طرف بے روک ٹوک منتقلی سے کئی شہروں کی آبادی میں بے ہنگام اضافہ ہو گیا ہے۔

آبادی میں بے پناہ اضافہ 3

پاکستان کی آبادی میں اضافے کی شرح ایشیائی ممالک میں سب سے زیادہ ہے۔ ایک اندازے کے مطابق 2050 میں پاکستان کی آبادی 40 کروڑ ہو جائے گی۔ بنگلہ دیش کی آبادی جو 1970 میں 6.5 کروڑ تھی، اب 16 کروڑ سے کچھ زیادہ ہے۔ پاکستان کی آبادی جو 1970 میں 5.8 تھی، اب 22 کروڑ سے زیادہ ہے۔ آبادی میں تیزی سے ہونے والے اضافے اور دوسرے عوامل کی وجہ سے شہروں کی آبادی دُگنی شرح سے بڑھ رہی ہے۔

یہ تو ہیں شہروں کی بڑھتی ہوئی آبادی کی کچھ اہم وجہات۔ اب جو شہروں کی بڑھتی ہوئی آبادی کے اثرات ہیں وہ نہایت ہی مشکل صورت حال پیش کرتے ہیں۔

1 شہروں کی طرف منتقل ہونے والے افراد کم ذرائع آمدنی کی وجہ سے شہروں کے مضافات میں نسبتاً سنتے علاقوں میں آباد ہو جاتے ہیں جہاں

ہر قسم کی شہری سہولتوں کی یا فقدان ہوتا ہے۔ Have Notes اور Have Not کی مشکل صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔

2 ہر قسم کی شہری سہولت بھلی، پانی، گیس، سیبورنج، سڑکیں، ٹرنسپورٹ اور زیادہ ضروری تعلیمی اور طبعی سہولتیں تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کی متحمل نہیں ہو پاتیں۔ اب تو تقریباً تمام شہروں کے ارد گرد کسی منصوبہ بندی کے بغیر آبادیوں اور سوسائٹیوں کی بھرمار سے نئے نئے شہر آباد ہو گئے ہیں۔

3 شہروں میں موجود ذرائع معاش پر شدید باوپڑتا ہے اور بے روزگاری میں اضافہ ہوتا ہے۔

4 پاکستان جہاں صحیح مردم شماری نہ ہونے کا پہلے ہی شور ہے، ان نئی آبادیوں کا تو پہنچ ہی نہیں کہ یہ کتنے لوگ ہیں، کہاں سے آئے ہیں اور ان کے ذرائع آمدن کیا ہیں۔ ان کے Background کا پہنچ نہ ہونے کی وجہ سے اکثر امن و امان کا خطرہ رہتا ہے۔ مثلاً اسلام آباد میں پہلے کوئی احتجاج ہوتا تھا تو اس کا مرکز آب پارہ ہوتا تھا۔ اب لوگ شارع اسلام آباد پر نکل آتے ہیں اور تمام ٹرینیک بند ہو جاتی ہے۔ وہ اس لیے کہ شارع اسلام آباد کے دونوں طرف اکٹھنے کرنے والے لوگ آباد ہو گئے ہیں اور کسی احتجاج یا ہڑتال کے نتیجے میں کاروبار بند ہونے پر فارغ سڑکوں پر نکل آتے ہیں اور شغل لا ہنگامہ آرائی میں ملوث ہو جاتے ہیں۔

5 مضافات میں بسنے والے افراد کے صحیح کوائف معلوم نہ ہونے کی وجہ سے جرائم پیشہ افراد کا ان علاقوں میں سرگرمیاں کرنا نسبتاً آسان ہو جاتا ہے۔ نقل مکانی کے ساتھ آنے والے اسلحے کی بھرمار کی وجہ سے دہشت اور بے امنی میں اضافہ ہو گیا ہے۔ جب تک آپ کو کسی بھی علاقے میں رہنے والے لوگوں کا حساب نسب پتہ نہیں ہوگا، کتنے لوگ ہیں، کون ہیں، کہاں سے آئے ہیں، ان کا مااضی کیا ہے، اب کیا کرتے ہیں، آپ امن و امان یقین نہیں بناسکیں گے۔ اسی وجہ سے جرائم پر قابو پانہ مشکل سے مشکل تر ہوتا جا رہا ہے۔

یہ تو شہروں کی بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے پیدا ہونے والے چند مسائل کی طرف نشاندہی کی گئی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ شہروں کی بے ہنگام بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے اثرات پر فوری توجہ دی جائے ورنہ وہ وقت دور نہیں کہ ہمارے دوسرے شہر لا ہور، پشاور، فیصل آباد، راولپنڈی، گوجرانوالہ اور کئی دیگر شہر کراچی کا منظر پیش کریں گے جہاں ہر شہری سہولت شدید باوہ کاشکار ہے، شہری بے حال ہیں اور کوئی پرسان حال نہیں۔

# امید رائیسٹرز کلب

## ممبران کی تحریریں

موضوع: "بڑھتی ہوئی آبادی کے اثرات"



"ٹیکنالوجی اور مقابله کا دور"

موجودہ دور کے انسان کی زندگی قدیم انسان کی زندگی سے یکسر بدل چکی ہے۔ یہ دور ٹیکنالوجی کا دور ہے اور مقابله کا دور ہے۔ پلک جھکتے چیزیں بدل رہی ہیں۔ انسان کی ضروریات زندگی کو 100% تو کیا، 50% بھی پورا کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔ وسائل کی کمی اور ضروریات کی بوچھاڑ نے انسان کے دماغ کو منتشر کر دیا ہے۔ انسان کے دماغ پر سوچ سے زیادہ بوجھ پڑ گیا ہے۔ موجودہ دور سے کچھ عرصہ پہلے ایک ہی خاندان کے دس افراد 10,000 (ہزار) کے ساتھ ایک مہینے کی تمام ضروریات پوری کر لیتے تھے۔ آج 50,000 سے پانچ افراد بھی بہت مشکل سے گزارا کرتے ہیں۔ ہر انسان کے وسائل محدود ہیں اور مسائل زیادہ ہیں۔ آج سے 20 سال پہلے خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام قومی اور صوبائی سطح پر شروع کیے گئے تھے۔ جو آج بھی اپنی پوری کوشش کے ساتھ جاری ہیں۔ آج سے پہلے ہر شخص کے آٹھ سے نو بچے ہوتے تھے۔ لیکن ان کے مسائل بہت کم ہوتے تھے۔ لیکن آج ہر شخص اس بات سے آگاہ ہے کہ زیادہ بچوں کی پرورش اچھی نہیں ہو سکتی اس لیے زیادہ تر گھرانے 3 یا 4 بچوں پر مشتمل ہوتے ہیں پھر بھی ان کی ضروریات زندگی پوری نہیں ہو سکتیں کیونکہ ہم نے اپنے وسائل زیادہ کر لیے ہیں۔ اور محدود آدمی میں گزارا مشکل ہو گیا ہے۔ غریب سے غریب تر خاندان بھی روٹی، کپڑا، مکان کے علاوہ اسرا ف کے چکروں میں پڑا ہوا ہے۔ ہر شخص کیبل، انٹرنیٹ، موبائل کے پیچے بھاگ رہا ہے۔ ترقی پذیر مالک کی تنزلی کی یہ تمام وجہات ہیں۔

ناظمہ شاہین

ٹیچر، سلطانہ فاؤنڈیشن پرائمری سکول



## ”عام آدمی کا معیار زندگی“

تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی آج پوری دنیا کے لیے ایک مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ ہر ملک چاہتا ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی پر کنٹرول کیا جائے کیونکہ اس سے ملک کی ہر قسم کی ترقی متاثر ہوتی ہے۔ عوام کو روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم، علاج اور روزگار کے مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ملک میں غربت بڑھتی ہے۔ اور عام آدمی کا معیار زندگی گھٹتا جا رہا ہے۔ ان مسائل سے نمنٹنے کے لیے دوسرے ممالک سے قرض لینا پڑتا ہے۔ حکومت نے تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنے کے لیے خاندانی منصوبہ بندی کی سکیم بھی تیار کی ہے۔ ملکہ صحت اور فلاج و بہبود عوام کو خاندانی منصوبہ بندی کی اہمیت اور فائدے بتاتے رہتے ہیں۔ حکومت بھی چاہتی ہے کہ لوگ خوشی خود سے ان منصوبوں پر عمل کریں تاکہ وہ اپنے چھوٹے سے کنبے کو اچھی خواراک اور تمام سہولیات مہیا کر سکیں۔

مس ملکہ فرح

ٹیچر، سلطانہ فاؤنڈیشن پرائمری سکول



## ”اچھی تربیت اچھی پرورش“

آبادی کا بڑھنا بھی ایک مسئلہ بن گیا ہے۔ لیکن کیا یہ مسئلہ ہے؟ کیونکہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور کریم ﷺ نے فرمایا：“وہ عورت میرے ساتھ جنت میں سب سے زیادہ قریب ہوگی جس کے بچے زیادہ ہوں گے۔” یہ بات جھٹلائی نہیں جاسکتی لیکن اگر ملک (پاکستان) کی صورتحال کو مدنظر رکھا جائے تو آبادی غریب طبقہ سے تعلق رکھتی ہے اور اگر کوئی درمیانہ طبقے کا بھی ہے تو مسئلہ پرورش اور تربیت کا بھی ہے۔ بلاشبہ اصل مسئلہ ہی اسی کا ہے۔ چاہے کوئی امیر ہو یا غریب یا چاہے درمیانہ طبقے کا، جب تک اچھی تربیت نہ ہو بڑھتی ہوئی آبادی ایک بوجھ ہی ہے اور اگر اچھی تربیت ہوگی تو آبادی ایک اثاثہ قرار پائے گی کیونکہ جہاں تعلیم اور اچھی تربیت ہو وہاں ایک ملک ترقی ہی کرے گا اور بات صرف ایک ملک کی ترقی کی نہیں بلکہ ایک مسلمان ہونے کی

حیثیت سے ہمیں اپنادین آگے (پوری دنیا میں) پھیلانے کی بھی ضرورت ہے اور اللہ ہی ہے جو سب پر قادر ہے۔ قدرت کا قانون و نظام صرف اور صرف اللہ ہی چلا رہا ہے۔ بے شک کہ اسی کی ہی حکمرانی ہے۔ اللہ ہم سب کو فتنوں اور چالوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

عند لیب تبسم

لیکچر ار فائن آرٹس، پنس سلطانہ ڈگری کالج برائے خواتین



## ”مسائل کی جڑ دراصل آبادی“

بڑھتی ہوئی آبادی کے اثرات؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو ہر ذہن پر مختلف اثرات چھوڑتا ہے اور انسان کو ایک لا حاصل بحث کی طرف لے جاتا ہے۔ دنیا کے بنیادی و معروضی مسائل کا جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ تمام مسائل کی جڑ دراصل آبادی میں مسلسل اضافہ ہے جو دنیا میں مزید ہشت پہلو مسائل پیدا کر رہا ہے۔ اس مسئلے نے اپنی اہمیت کی نوعیت کے پیش نظر بین الاقوامی پلیٹ فارم پر نمایاں جگہ بنالی اور اب یہ مسئلہ بن چکا ہے۔ ہر ملک اس کے اثرات کا شکار ہے۔ خاص طور پر تیسری دنیا کے ممالک جن کی آبادی زیادہ اور وسائل کم ہیں۔ کسی بھی ملک کی مجموعی ترقی کا انحصار اس ملک میں پائے جانے والے وسائل پر ہوتا ہے۔ اگر وسائل زیادہ ہوں تو مسائل کم ہوں گے اور اس ملک کی آبادی میں معاشی مسائل پیدا نہیں ہوں گے۔ مگر زیادہ آبادی والے ممالک میں عموماً وسائل ناکافی ہو جاتے ہیں اور وہ آبادی کی مطلوبہ ضروریات کو پورا کرنے سے بھی قادر رہتے ہیں۔ اگر ہم پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک کی بات کریں تو آبادی میں اضافہ سے بے شمار مسائل جنم لے رہے ہیں حتیٰ کہ لوگوں کی بنیادی ضروریات بھی پوری نہیں ہو رہیں۔ ہمیں ایسی حکمت عملی اپنانی پڑے گی کہ آبادی میں اضافے کو کنٹرول کیا جائے اور ساتھ ساتھ ملکی وسائل بڑھانے کی کوشش کی جائے۔

بسمہ ریاض،

لیکچر مطالعہ پاکستان، پنس سلطانہ ڈگری کالج برائے خواتین



## ”آبادی کا کنٹرول“

وطن عزیز کے موجودہ حالات پر اگر نگاہ دوڑائی تو آج کی بڑھتی ہوئی آبادی ہمیں ایک مسئلہ محسوس ہوگی۔ کیونکہ ہم جہاں بھی چلے جائیں چاہے کسی ہسپتال، سکول، یونیورسٹی، بازار، پارک، ساحل سمندر یا کسی پنک پاؤ نش پر ہر جگہ لوگوں کا ایک ہجوم دکھائی دے گا اور لگتا ہے کہ سب لوگ یہیں چلے آئے ہیں۔ ہسپتالوں میں جگہ کم پڑ رہی ہے۔ بینک میں ایک جم غیرہ ہے۔ لوگ قطاروں میں لگے کھڑے ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے باعث حفظان صحت کے اصولوں پر عمل نہیں ہو رہا۔ معاشی مسائل جنم لے رہے ہیں۔ تعلیمی مسائل الگ اپنی جگہ کھڑے ہیں۔ اور ہم میں سے اکثریت کی یہی سوچ ہے کہ آبادی پر کنٹرول کر کے ہم ان مسائل پر قابو پاسکتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم حقیقت سے آنکھیں چرانے ہوئے ہیں اگر میرا نکتہ نگاہ یہ ہے کہ صرف آبادی میں روک تھام سے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں تو یہ میری خام خیالی ہے کہ بلکہ سچی بات یہی ہے کہ آبادی کو کنٹرول کیا ہی نہیں جا سکتا۔ میں تو اپنے بچپن سے یہی یہ اقوال سنتی آئی ہوں کہ خاندان کم رکھوتا کہ معاشی و تعلیمی ضروریات پوری ہو سکیں اور صحت کے اصولوں پر عمل ہو سکے مگر قارئین کرام ایمان سے بتائیے گا ذرا کہ آج 30 سال ہو گئے کیا ہم اس اصول پر عمل کرو سکے؟ کہ پچھے دو ہی اچھے۔ کیا ہم آبادی کم کر سکے؟ نہیں نا۔ تو بجائے اس کے کہ ہم زیادہ آبادی س خوف زدہ ہوں کیوں نہ مسائل سے نبٹنے کیلئے دوسری راہ اختیار کی جائے جو کار آمد بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ ہمیں وسائل کو بروئے کار لانا ہوگا۔ ملی طور پر محنت کرنا ہوگی۔ وسائل کو بڑھانا ہوگا۔ ہمسایہ ملک چین کی زندہ مثال ہمارے سامنے موجود ہے کہ کس طرح انہوں نے کچھ مکانوں کی چھتوں پر فصلیں اگا کر اپنے ملک کو ہر معاملے میں خود کفیل بنایا ہے۔

سمرہ زاہد

لیکھ رار اسلامیات، پنس سلطانہ ڈگری کالج



## ”اہم مسئلہ تعلیم“

دنیا میں آبادی کے بڑھنے کی کہانی بڑی دلچسپ ہے تو کیوں نہ اثرات پر نظر ڈالنے سے پہلے آبادی کب اور کیسے بڑھی اس پر

ایک توجہ دی جائے۔ کہہ ارض کی آبادی کی افزائش کا اگر عمیق جائزہ لیا جائے تو تین ادوار سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(1) 8000 قبل مسح (2) 1750 عیسویں (3) 1950 عیسویں

انسانی آبادی میں تیز رفتار اضافے کا پہلا دور 8000 قبل مسح کا تھا۔ ماہرین کے بقول آبادی بڑھنے کی بڑی وجہ زراعت کا آغاز تھا جس وقت زراعت کا باقاعدہ آغاز کیا اور انسان کو وافر خوراک دستیاب آنے لگی۔ بھوک سے ہونے والی اموات میں کمی آنے کے باعث آبادی بڑھی۔ آبادی بڑھنے میں 1750 عیسویں کا دور بھی نمایاں ہاتھ ہے۔

دنیا کی آبادی میں اس بے تحاشا اضافے کی وجہ صنعتی انقلاب تھا۔ صنعتی انقلاب سے لوگوں کو خوشحالی میسر آئی۔ انسانی آبادی میں تیز رفتار اضافے کا تیسرا دور دوسرا عالمی جنگ کے بعد پانچویں عشرے کے آخری سالوں میں شروع ہوا۔ اس دور میں آبادی بڑھنے کی وجہ سہولتوں کی ترقی ہے۔ جب لوگوں کو علاج معاً لجے کی سہولتیں دستیاب ہوئیں اور شرح اموات میں کمی آئی جس کی وجہ سے مجموعی آبادی میں اضافہ ہوا۔ اگر ہم نے ملک کو معاشی طور پر ترقی یافتہ بنانا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ تعلیم میں سرمایہ کاری کی جائے۔ پاکستان میں بڑھتی آبادی کے اثرات میں سب سے اہم مسئلہ تعلیم ہے۔ تعلیم کے شعبے میں سرمایہ کاری زیادہ سے زیادہ کرنی چاہیے۔ اس سے پیداواری عمل کو ہمیز ملتی ہے اور زیادہ پیداوار سرمائی کو جنم دیتی ہے۔ سرمایہ کاری معاشی ترقی کا پہلا زینہ ہے اور ترقی کے پیسے کوتیزی سے رواں رکھتا ہے۔ جب ہم بڑھتی ہوئی آبادی کی شرح کو قدرتی وسائل کی شرح کے مطابق رکھیں گے تو ہی ہم دنیا میں ترقی یافتہ ملک کی صفائی میں کھڑے ہو سکتے ہیں ورنہ ہم اپنی آبادی کو مناسب سہولیات دینے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے اور ملک جہالت، غربت، بے روزگاری اور بھوک جیسے مسائل کا شکار ہو گا۔ لہذا اضورت اس امر کی ہے کہ قدرتی وسائل اور آبادی کی شرح میں مناسب تناسب رکھا جائے تاکہ ملک میں ہم لوگوں کو بنیادی شہری سہولتیں دے سکیں اور ہمارا ملک ترقی یافتہ ممالک کی صفائی میں کھڑا ہو سکے۔

تہنیت صدیق

لیکچر رکانِ آف کامرس، سلطانِ فاؤنڈیشن



## ”اعدادو شمار کا ایک گور کھدھنہ“

کہا جا رہا ہے کہ آبادی جس رفتار سے بڑھ رہی ہے زمین کے وسائل (Resources) آنے والے وقت میں انسانی آبادی کیلئے ناقابلی ہوں گے جس کے ثبوت کیلئے اعدادو شمار کا ایک گور کھدھنہ بھی پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن دل ہے کہ مانتا نہیں۔ تاریخ کا دنیا سا طالب علم ہونے کے ناطے یہ مفروضہ دل کو گلتا نہیں کہ ہر آنے والا انسان پہلے سے موجود انسان کیلئے خطرہ ہے۔ کیا آج تک تاریخ میں کوئی ایسا انسانی المیہ پیش آیا کہ پہلے سے موجود لوگوں کی بقا آنے والے انسانوں سے خطرے میں پڑی ہو؟ معلوم انسانی تاریخ میں ایسی کوئی مثال میری نظروں سے نہیں گزری۔ رب العالمین کی ذات پر ایمان لانے کے ناطے میرا تو یہ ایمان ہے کہ انسانیت کا مکمل پراجیکٹ ہے میرے رب کے ہاں۔ اپنی باری پرسب نے آنا ہے اور ایک مقررہ مدت تک وسائل زمین کو استعمال میں لاتے ہوئے خود بھی مستفید ہونا ہے اور اپنے جیسے بہت سارے انسانوں کے استفادہ کا باعث بننا ہے۔ تو خدا شہ بڑھتی آبادی کیلئے وسائل کی کمی نہیں بلکہ وسائل کا منصفانہ اور بہترین استعمال ہے۔ هذاما عندي، واللہ عالم بالصواب۔

انیس الرحمن

لیکچر راسلامیات، کالج آف کامرس، سلطانہ فاؤنڈیشن



## “Human Resource”

آبادی کا لفظ کسی بھی ملک یا جگہ میں بسنے والے افراد سے وابستہ ہے جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ کراچی کی آبادی ڈیڑھ کروڑ یا اس سے زیادہ ہے۔ اسی طرح لاہور یا کسی اور بڑے شہر کی۔ میں نے بڑے شہروں کا نام اس لیے لیا ہے کہ ان کی آبادی شرح پیدائش سے بھی زیادہ تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ وجوہات درج ذیل ہیں۔

1 شرح پیدائش میں اضافہ

2 روزگار کی تلاش میں اردو گرد سے نقل مکانی

3      شہری اور بہتر سہولیات کی کشش

4      بہتر تعلیمی اور صحت کی سہولتوں سے فیض یاب ہونے کے لیے لوگوں کا بڑے شہروں میں سکونت اختیار کرنا۔

مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر تمام شہری اپنے خوابوں کی تعبیر پانے میں ناکام رہے ہیں کیونکہ صحت، تعلیم اور روزگار کے موقع حاصل کرنے میں سب لوگ کامیاب نہیں ہو پائے تو اس سے ہم کیا مطلب لیں کہ آبادی کے اثرات کیا اچھے نہیں ہوئے۔ اس کا جواب جاننے کے لیے چند باتوں کا مدنظر رکھنا بہت ضروری ہے جو کہ ایک مثال سے سمجھا جا سکتا ہے۔ شادی شدہ لوگوں کو اولاد کی خواہش ہونا ایک فطری عمل ہے۔ فرض کریں ایک گھر میں چار بچے ہیں اور دوسرے میں دو۔ اگر دو بچوں کے والدین ان کی تربیت پر توجہ نہ دیں اور ان کے اخلاق نہ سنواریں تو بچے کم ہونے کے باوجود گھر اور معاشرے کے لیے بوجھ ہوں گے۔ اس کے برعکس زیادہ بچوں والے والدین اگر تربیت اور کردار سازی کے لیے وسائل کا استعمال کریں گے تو وہ معاشرے کے لیے اہم رکن کا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ یہی فارمولہ اگر کسی ملک پر اپلاٹی یا لاگو کیا جائے تو جن ممالک میں افراد کی تعلیم ہو خاص طور پر تکنیکی تعلیم جو کہ معیشت اور صنعت و حرفت کو چلانے اور زرعی شعبے کے لیے لازمی ہے تو وہ ملک بہت ترقی کر سکتا ہے۔ اپنے اس تربیت یافتہ اثاثے کو استعمال کرتے ہوئے ملکی برآمدات فی کس آمدن میں اضافہ GDP Growth میں اضافہ، قرضوں سے نجات اور اعلیٰ معیار کی پیدا کردہ ملکی مصنوعات کی فروخت اور خاص کر دفاعی عددی برتری کا باعث بن سکتی ہے۔ جیسا کہ پاکستان کے بہت بڑے سامنہ دان ڈاکٹر عطاء الرحمن (Ex Minister of Education) نے کہا ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی دولت تربیت یافتہ افراد ہیں جو کہ کھیتوں کھلیانوں میں کام کریں تو مٹی سونا اور صنعتوں میں کام کریں تو برآمدات میں اضافے کے ساتھ ساتھ زندگی کے ہر میدان میں اپنا لوہا منوا کر اپنی قوم کو اقوام عالم میں نمایاں مقام دلو سکتے ہیں۔ اس لیے آبادی کو Human Resource بھی کہا جاتا ہے جسے استعمال کر کے زندگی کے ہر شعبے میں نمایاں مقام حاصل کیا جا سکتا ہے۔ آبادی کو بوجھ سمجھنا دراصل ناقص حکمت عملی، کرپشن اور وسائل پر سانپ بن کر بیٹھے چند لوگوں کا رونا ہے۔ ہمارا منے چین کی مثال ہے کہ جنہوں نے آبادی کو صحیح تربیت دے کر پوری دنیا میں نمایاں مقام حاصل کر لیا ہے۔ آخر میں یہ کہوں گا اگر ہم کچھ باتوں کو سمجھ لیں تو یہ آبادی ہمارے لیے نعمت سے کم نہیں۔

1	سکول کالج اور یونیورسٹی کی مقصد تعلیم	درست صنعتی اور زرعی پالیسیاں	2
3	تحقیقی اداروں کا قیام	موجودہ اور نئے وسائل کو پروان چڑھانا	4
5	اپنی صنعتی پیداوار کو بڑھا کر بآمدات کو بڑھانا		

ذکاء الرحمن

لیکچر رکامرس، سلطانہ فاؤنڈیشن

## ”سہولتوں کا فقدان“

14 اگست 1947 کو آزاد ہونے کے ساتھ پاکستان کی آبادی نہایت کم تھی لیکن آبادی کم ہونے کے ساتھ ساتھ وسائل بھی بہت تھوڑے تھے۔ لوگوں کو مسائل کا سامنا تھا۔ آہستہ آہستہ ملک نے ترقی کی اور مختلف وسائل دستیاب ہو گئے کچھ دوسرے ممالک سے منگوایے جاتے۔ اس طرح لوگوں کو سہولتیں ملنا شروع ہوئیں۔ وسائل کے ساتھ ساتھ لوگوں کی آبادی بھی بڑھتی گئی۔

بڑھتی ہوئی آبادی سے جہاں لوگوں کی سہولتوں میں فقدان ہوا ہے وہاں ان میں صبر برداشت کا مادہ بھی کم بلکہ ختم ہوتا جا رہا ہے۔ ہر چیز اور ہر سہولت جب ہر ایک کے حصے میں نہیں آئے گی تو ایک دوسرے کا حق مارنے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ عدل و انصاف ختم ہو جائے گا۔ ایک دوسرے کی پرواکیے بغیر اپنے مفاد کو ترجیح دیں گے۔ چاہے اس میں ایک دوسرے کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ ہر چیز کے لیے ایک دوسرے سے لڑائی اور اسکے نتیجے میں بدمنی ہوگی۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے سبب ہی سڑکوں پر بے ہنگام ٹرینیک نظر آتی ہے اور اسی دوران مختلف حادثات بھی رونما ہوتے ہیں۔ لوگ اپنی جان کے ساتھ ساتھ دوسروں کی بھی جان و مال کا نقصان کرتے ہیں۔ لوگوں میں ہمت و حوصلہ اور برداشت ختم ہو جاتی ہے۔ آبادی زیادہ ہونے سے جہاں انفرادی طور پر زندگی متاثر ہوتی ہے وہاں اجتماعی زندگیوں میں بھی کمیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔ ایسے ملک کو ترقی میں بہت وقت درکار ہوگا۔ ملک کے دستیاب وسائل تو موجودہ آبادی کی نذر ہو جائیں گے اور نئے وسائل دریافت کرنے میں وقت لگے گا۔

مس تہینہ مشتاق

‘ٹپچر، سلطانہ فاؤنڈیشن پر ائم्रی سکول

## ”آبادی کا بطور طاقت استعمال“

دنیا میں آبادی تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس اضافے کی شرح رفتار میں ناقابل یقین حد تک اضافہ دیکھا جا رہا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق تقریباً ہر 8 سینڈ کے بعد دنیا میں ایک بچے کی پیدائش ہوتی ہے۔ اور ہر 11 سینڈ کے بعد ایک انسان کی موت ہوتی ہے۔ دنیا میں ایشیا سب سے زیادہ آبادی والا خطہ ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے وسائل ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ آبادی میں اضافے کی وجہ سے زرعی زمینوں پر رہائشی کالونیاں بنائی جا رہی ہیں۔ آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے فیکٹریاں لگائی جاتی ہیں اور ٹریفک زیادہ ہونے کی وجہ سے ماحولیاتی آلودگی جنم لے رہی ہے۔ ماہرین معيشت کا موقف ہے کہ آبادی کو ایک طاقت کے طور پر استعمال کرنے سے اور انہیں روزگار فراہم کرنے سے بڑھتی ہوئی آبادی سے فائد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ آبادی میں بے ہنگام اضافے سے پانی کا مسئلہ، بیروزگاری، توانائی کا بحران اور دہشت گردی جیسے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ مسائل کو کم کرنے کے لیے معاشی شرح نمو میں اضافہ ضروری ہے کہا جاتا ہے کہ جہاں آبادی کی ترقی ہو وہاں تعلیم و شعور کی کمی رہتی ہے تو شعوری منازل طے کرنے کے لیے آبادی کا تناسب مناسب رکھنا ضروری ہے۔ تعلیم کی اصطلاحی تعریف کچھ یوں ہے ”نئی نسل کو معاشرتی اقدار، ادب و تہذیب اور شعور سے آگہی فراہم کرنا“، جبکہ آجکل ایسا ممکن نہیں۔ آبادی کا تناسب زیادہ ہونے کی وجہ سے یہ مسائل رونما ہو رہے ہیں۔ آبادی میں اضافہ سے جو مسائل چند لوگوں میں تقسیم ہونے تھے اب زیادہ لوگوں میں تقسیم ہونے سے ان کی فی کس شرح میں کمی واقع ہو جاتی ہے جس سے لوگوں کی غذائی ضروریات پوری نہیں ہوتیں۔ آبادی بڑھنے سے اور مسائل کی کمی کی وجہ سے جرام جنم لیتے ہیں۔ بہت سے بچے تعلیمی وسائل کی عدم فراہمی کی وجہ سے تعلیم کے اعلیٰ معیار سے محروم رہتے ہیں اور نتیجہ کے طور پر بعد میں معاشرے پر بوجھ بنتے ہیں۔ جرام بھی انہیں بچوں کو اپنی طرف کشش کرتے ہیں جس سے معاشرے

میں بدامنی، بدمعاشری اور غنڈہ گردی کا دور دورہ ہوتا ہے۔

عاصمہ جاوید

، کمپیوٹر سائنس، پرس سلطان نہ ڈگری کالج برائے خواتین

## ”غربت کی دلدل“

بڑھتی ہوئی آبادی مسائل میں اضافے کی سب سے بڑی وجہ ہے 20 کروڑ کی آبادی کے ساتھ پاکستان دنیا میں چھٹے نمبر پر ہے۔ 1947ء کے بعد آبادی میں 6 گنا اضافہ ہو چکا ہے جبکہ قیام پاکستان کے وقت پاکستان کی آبادی 20 لاکھ تھی۔ 1981ء کے بعد ملکی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ بقیتی سے پاکستان کی آبادی بڑھنے کی شرح 2.4% ہے جو کہ خطے کے دیگر ممالک کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے۔ موجودہ دور میں بڑھتی ہوئی آبادی اثاثہ نہیں بوجھ ہے۔ آبادی میں بے پناہ اضافے کی وجہ سے آدھی آبادی غربت کی دلدل میں مجبور زندگیاں گزارتی رہی ہے۔ جسکی وجہ سے بنیادی ضروریات بھی ٹھیک سے پوری نہیں ہوتیں۔ 73 سالوں میں ملک نے بے شک ترقی کی لیکن پھر بھی غربت، بے روزگاری اور خواندگی کے مسائل اپنی جگہ نظر آتے ہیں جسکی وجہ آبادی میں مسلسل اضافہ ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کو روکانہ گیا تو ملکی مسائل کبھی ختم نہ ہوں گے بے حد بڑھتی ہوئی آبادی سے معاشرہ خوشحال نہیں ہو سکتا بلکہ مسائل ہی بڑھتے ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی اثاثہ نہیں بوجھ ہے۔

ٹپکرا ممتاز

سپیشل چلڈرن سکول

## ”آبادی میں اضافہ، اہم ہتھیار“

پاکستان ترقی پذیر ملک ہے۔ یہاں روز نئے نئے مسائل جنم لیتے ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی ہمارے ملک کے لئے غور طلب مسئلہ ہے۔ وسائل میں کمی اور آبادی میں اضافہ ترقی کی راہ میں بڑی رکاوٹ بنتا جا رہا ہے۔ حالیہ اندازے کے مطابق پاکستان کی مجموعی آبادی 200 ملین کے قریب ہے اور پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا چھٹا بڑا ملک ہے۔ حکومت کا دعویٰ ہے کہ پاکستان میں

آبادی کی شرح 3.2 فیصد سالانہ سے کم ہو کر 3.2 فیصد ہو گئی ہے مگر این جی اوز کا خیال ہے کہ آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ آبادی بڑھنے سے وسائل میں کمی بے روزگاری، مہنگائی جیسے مسائل جنم لیتے ہیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آبادی کی اس تعداد میں نوجوان نسل کی تعداد زیادہ ہے مگر مناسب روزگار نہ ہونے کی وجہ سے نوجوان پریشانی کا شکار ہو جاتے ہیں جس سے معاشرتی بے چینی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ تعلیم، صحت اور غذا کی قلت جیسے مسائل بھی عام ہو رہے ہیں۔ زمانہ قدیم میں آبادی میں اضافہ دشمن پر دباوڈا لئے کے لیئے اہم ہتھیار تصور کیا جاتا تھا مگر آج جب ترقی یافتہ ملکوں پر نظر دوڑا کیں تو حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی ترقی کی علامت نہیں بلکہ ایک بوجھ ہے۔ بحیثیت اسلامی جمہوریہ پاکستان یہ حقیقت ہم پر عیاں ہونی چاہئے کہ آبادی میں اضافے کو اگر اسلامی نقطہ نظر سے جانچا جائے اور بہتر سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے تو افرادی قوت میں بے پناہ اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

مس رضوانہ بشیر

سلطانہ فاؤنڈیشن گرلز ہائی سکول

### ”عوام کو زیادہ سے زیادہ باشمور بنانا“

ایک آزاد ملک میں ہر آدمی کو تعلیم حاصل کرنے کا حق ملنا چاہئے لیکن حالت یہ ہے کہ لوگوں کو رہنے کے لئے گھر اور تن ڈھانپنے کے لئے کپڑے میسر نہیں تو تعلیم کی طرف ذہن کو کیسے مائل کریں گے۔ روزگار کے موقع بڑھتی آبادی کے مقابلے میں کم ہیں۔ قدم قدم پر بیکاری، بیروزگاری اور مفلسی نظر آتی ہے۔ غربتی اور بے روزگاری کے ساتھ ساتھ بہت سی سماجی خرابیاں پر ورش پاتی ہیں جن میں چوری، ڈاکہ زنی، آوارگی اور اخلاقی گراوٹ نمایاں اور اہم ہیں۔ تعلیم، صحت اور دیگر بنیادی سہولیات کا فقدان آبادی میں اضافے کے اہم اسباب ہیں۔ آبادی میں اضافے سے چہار جانب بھاگتے دوڑتے لوگ..... شہروں میں باغات اور پارک کم ہو گئے، ہر طرف چھوٹی، بڑی عمارت، فیکٹریاں مکانات قطار در قطار اور فراواں مخلوق بڑھتی ہوئی آبادی کے اثرات میں سے ہیں۔ آبادی میں اضافے کے اثرات اور نقصانات کے طوفان کو روکنا صرف حکومت کی ذمہ داری نہیں بلکہ اس مقصد کے لئے علماء، دانشوروں سمیت تمام سماجی حلقوں کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ خاص طور پر ملکی میڈیا کو اس سلسلے میں عوام کو زیادہ سے زیادہ باشمور بنانے میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنا ہوں گی۔

مس سیر اعلیٰ

سلطانہ فاؤنڈیشن گرلنڈ ہائی سکول

## ”خاص منصوبہ بندی“

پاکستان ان بارہ ممالک کی صاف میں شامل ہے جہاں افراط آبادی ایک اہم معاشرتی مسئلہ ہے۔ آبادی کی وجہ سے غربت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ عوام میں تعلیم اور شعور کی کمی کے باعث آنے والے دور میں بڑھتی ہوئی آبادی ایک بڑا مسئلہ بن کر ابھرے گی۔ سائنس ریسرچ کے مطابق 2050ء میں اس کردہ ارض کی آبادی دو گنی ہو جائے گی۔ یہ مسئلہ دیگر مسائل کو بھی جنم دے رہا ہے جن میں رہائش، خوراک، ملازمتیں اور صحت بھی شامل ہیں۔ ایک غریب انسان کے لئے ان حالات میں زندگی گزارنا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ حکومت کے پاس اس بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنے کے لئے کوئی خاص منصوبہ بندی نہیں ہے۔ حکومت کی طرف سے کئے گئے اقدامات پر عمل نہیں کیا جا رہا۔ بڑھتی ہوئی آبادی کی روک تھام کے لئے ضروری ہے کہ دیہی سطح پر بھی خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں عوام کو رہنمائی فراہم کی جائے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے ہر سال لاکھوں تعلیم یافتہ لوگ ملازمتوں کے نہ ملنے کی وجہ سے بے روزگار ہیں جو ایک بڑا معاشرتی مسئلہ ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنے کے لئے حکومت کو منصوبے بنانے چاہئیں اور ان منصوبوں پر عمل درآمد کروانا چاہئے۔

میڈم صالح جلیل

سلطانہ فاؤنڈیشن گرلنڈ ہائی سکول

## ”وسائل کے منفی اثرات“

آبادی زیادہ ہونے کا سب سے بڑا اور منفی اثر کسی بھی معاشرے پر جو ہوتا ہے وہ بے روزگاری ہے۔ بے روزگاری ایک سماجی برائی تصور کی جاتی ہے جس سے خطرناک حالات جنم لیتے ہیں۔ اس سے فاقہ طاری ہوتا ہے، بیماری پھیلتی ہے جو موت کے منہ میں لے جاتی ہے۔ اسی وجہ سے پاکستان بہت سی محرومیوں کا شکار ہوتا جا رہا ہے اور عوام کے ایک بڑے طبقے کو معاشرتی تحفظ حاصل میں لے جاتی ہے۔

ہی نہیں ہے۔ پاکستان میں اس وقت ایک سروے کے مطابق 9 کروڑ افراد غربت کی لکیر سے انہائی نیچے محرومی، بیماری اور مایوسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ تقریباً ڈھائی کروڑ بچے پاکستان کے مختلف شہروں اور دیہات میں مارے مارے پھر رہے ہیں جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ والدین بھی غربت اور افلas کی وجہ سے ان کی دلیکھ بحال کرنے سے قاصر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں مناسب طبی امداد نہ ملنے کی وجہ سے بچے پانچ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی مر جاتے ہیں۔ دنیا بھر میں بچوں کی اموات کی شرح پاکستان میں سب زیادہ ہے۔ اب وقت ہے کہ اس سنگین سے عوام کو باخبر کیا جائے۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ شعور پیدا کیا جائے۔ مناسب منصوبہ بندی سے خاندان بنایا جائے۔ نہیں تو آبادی میں اضافہ اور وسائل کے منفی اثرات سے سماج میں بہت سے جرائم پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ بھی احساس ہوا ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی کو روکا نہیں گیا تو معاشرے میں کبھی بھی معاشی و سیاسی استحکام پیدا نہیں ہو سکے گا بلکہ معاشرے کے مختلف طبقوں کے درمیان معاشی وسائل کے حصول کیلئے خانہ جنگل کے آثار بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔

سونیا علی

لبی کام ٹو (اے)، خانج آف کامرس

### ”تصویر کا ایک اور رُخ“

جس تیزی سے ملک میں ترقی ہو رہی ہے اس سے کہیں زیادہ تیزی سے ملک کی آبادی بھی بڑھ رہی ہے۔ آزادی کے گزشتہ 72 سالوں میں ملک نے بے شک نہایت ترقی کی ہے لیکن پھر بھی آج بے روزگاری اور ناخواندگی کے مسائل اپنی جگہ نظر آتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ 72 سالوں میں آبادی بھی بڑھتی گئی بڑھتی ہوئی آبادی کو روکا نہ گیا تو پاکستان کے مسائل کبھی ختم نہ ہوں گے۔ اس وقت بڑھتی ہوئی آبادی کو دنیا میں سنگین خطرے کے طور پر دیکھا جا رہا ہے کہا جاتا ہے کہ آبادی کی کثرت کے نتیجے میں وسائل کی کمی، غربت میں اضافہ اور بیروزگاری کے مسائل جنم لے رہے ہیں۔ تاہم یہ تصویر کا ایک رُخ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ درج بالا وسائل کی عدم مساوات پر منی تقسیم ہے۔ دنیا کے چند افراد کے پاس دولت کا ساٹھ فیصد حصہ ہے دوسری طرف 60 فیصد آبادی غربت کا شکار ہے۔ یہی حال زمین کی رہائش اور غذا کا ہے۔ امراء جتنی خوراک ضائع کرتے ہیں اور جتنے مہنگے کھانے کھاتے ہیں ان میں اگر کمی آ جائے تو دنیا میں کوئی بھوکا نہ رہے۔ صوبہ بلوچستان کی آبادی سب سے کم ہے لیکن مسائل کا شکار سب سے بڑا

صوبہ یہی ہے۔ دوسری طرف صوبہ پنجاب آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے تاہم دیگر صوبوں کی نسبت زیادہ خوش حال تصور کیا جاتا ہے۔ تو اصل مسئلہ بڑھتی ہوئی آبادی نہیں بلکہ وسائل و اسباب کے منصافانہ اور داشمندانہ استعمال کا فتقداں ہے۔

عظمیٰ اکرم

اے ڈی سی (ا) بی، کالج آف کامرس، سلطانہ فاؤنڈیشن

## ”بڑی آبادی طاقت کی علامت“

ایک عرصے سے ہم مسلسل بھراں میں متلا چلے آ رہے ہیں جو زیادہ تر ہمارے خود پیدا کردہ ہیں۔ ان بھراں نے ہماری عقل کو بھی موافق کر دیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ جو حقیقی سنگین بھراں ہیں وہ ہماری آنکھوں سے اوچھل ہو گئے ہیں یا ہم ان پر اتنی توجہ نہیں دے پاتے جتنی دینی چاہیے۔ ان میں سب سے اہم مسئلہ ماحولیات کا ہے۔ دوسرے نمبر پر بے پناہ بڑھتی ہوئی آبادی ہے۔ مہنگائی کی سب سے بڑی وجہ بھی یہی ہے۔ چین نے بڑھتی ہوئی آبادی سے نٹنے کے لیے ایک ایسا قانون بنایا جس کے خلاف کی سخت سزا تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کے بڑھتی ہوئی آبادی کو بریک لگ گئی۔ یہ قانون تھا ایک فیملی ایک بچہ، اب جا کر اس قانون میں نرمی لائی گئی ہے۔ بڑے کنبے جس میں بڑی کے زیادہ ہوں فخر، طاقت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ بے شمار بڑی کیا غربت اور وسائل کے نہ ہونے سے بن بیاہی بیٹھی ہیں۔ آبادی کا بڑا حصہ نفیسیاتی، ڈینی، خطرناک جسمانی بیماریوں کا شکار ہو رہا ہے۔ حکومتوں کے پاس نہ فرصت ہے نہ وسائل نہ اہلیت کہ وہ ان مسائل پر توجہ دے سکیں چاہے وہ ماضی کی حکومتیں ہوں یا آج کی بڑی بڑی باتیں خوشنما وعدے، ارادے ہیں لیکن ان پر عملدرآمد کہیں نظر نہیں آتا۔ اگر آبادی میں اضافہ دنیا میں ترقی و کامیابی کی ضمانت ہوتا تو امریکہ، یورپی اور دیگر ترقی یافتہ ملکوں کی آبادی میں اضافہ دنیا میں سب سے زیادہ ہوتی۔ اب زمانہ قدیم نہیں رہا کہ بڑی آبادی طاقت کی علامت تھی۔ یورپ کے بہت سے ممالک سینکڑے نیو یا سمیت و یلفیسر اسٹیٹ ہیں۔ اس لئے کہ ان کی آبادی محدود اور ایک دائرے میں ہے۔ کوئی بھی ریاست لامحدود آبادی کو یلفیسر کے نام پر سہولتیں نہیں فراہم کر سکتی۔

حليمہ عارف

بی کام ون (اے)، کالج آف کامرس، سلطانہ فاؤنڈیشن

# بڑھتی آبادی۔ مسائل کے انبار

## نقط نظر: عتیق انور راجا

کبھی آبادی دنیا میں قوت و طاقت اور معاشی و سیاسی استحکام کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی لیکن آج بڑھتی ہوئی آبادی کو خوف کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اور پاکستان کا شماران ملکوں میں ہوتا ہے جہاں ہر سال آبادی میں ریکارڈ اضافہ ہو رہا ہے۔ یورپی ممالک نے اپنی آبادی کو قابو میں رکھا اور آج وہاں وسائل کی تقسیم اور مسائل کا حل ہم سے کہیں بہتر نظر آتا ہے۔ بڑھتی آبادی مسائل کو بڑھائے گی اسی سوچ کے تحت 1973ء سے اقوام متحده نے کنٹرول آبادی کو ایک عالمی پالیسی بنایا ہوا ہے۔ آبادی میں تیز رفتار اضافے کی شرع چونکہ ترقی پذیر ملکوں میں زیادہ رہی ہے اس لیے ترقی پذیر ممالک سے آبادی کنٹرول کرنے کی یقین دہنیاں لی جاتی ہیں اور قرض و ترقیاتی فنڈز کیلئے تحفیف آبادی کے اہداف کو بطور شرط منوایا جاتا ہے۔ اس لیے آج ماہرین کہہ رہے ہیں کہ ہمارے بڑھتے ہوئے مسائل کی بڑی وجہ آبادی کی تیز رفتار بڑھتی ہے۔ ہمارے پیارے رسولؐ کا فرمان عالیشان ہے کہ علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین جانا پڑے۔ چین اُس وقت بھی اپنا ایک مقام رکھتا تھا اور آج بھی چین کا دنیا میں ایک خاص مقام ہے۔ چین اور بngle دلیش وہ دو ملک ہیں جنہوں نے آبادی کم کرنے پر سب سے زیادہ عمل کر دکھایا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ چین کی کمیونسٹ حکومت نے ستر کی دہائی میں آبادی کنٹرول کرنے کیلئے ون چانکلڈ پالیسی نافذ کی۔ لوگوں کو بھاری جرمانے کیے اور بہت کچھ کر کے اپنی آبادی میں نمایاں کمی لے آئے۔ بھارت میں بھی آبادی کو کنٹرول کرنے کا عمل کافی موثر انداز میں چل رہا ہے۔ بھارت اور چین تو غیر مسلم ملک ہیں اس لیے شاید ہمارے لوگوں کو ان کی فلاسفی سمجھ آنا مشکل ہو۔ چلیں آج ہم اپنے بھڑکے بھائی سے کچھ سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جہاں آبادی کی شرع شروع میں ہم جیسی ہی تھی لیکن انہوں نے ایک طرف شرع خواندگی میں قابل قدر اضافہ کیا اور دوسری طرف شرع آبادی کو نمایاں طور پر کم کر کے دنیا کو حیران کر دیا۔ قیام پاکستان کے وقت ملک کی کل آبادی ساڑھے سات کروڑ کے قریب بتائی جاتی ہے۔ جس میں مغربی پاکستان کی آبادی پونے چار کروڑ اور مشرقی پاکستان کی آبادی سوا چار کروڑ تھی۔ اگلے 20 سال بعد جب یہ ملک دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوا تو مشرقی پاکستان کی آبادی 6 کروڑ 60 لاکھ اور مغربی پاکستان کی آبادی 5 کروڑ 70 لاکھ تک پہنچ چکی تھی یعنی دو عشروں میں آبادی کی شرع ڈبل ہو چکی تھی۔ سن 1971 میں ایک آزاد ریاست کے طور قائم ہونے والے بangle دلیش میں خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام پر عمدہ انداز سے عمل درآمد کیا گیا ہے۔ انہوں نے خاندانی منصوبہ بندی کے طریقہ ہائے کار اور خدمات میں بھاری سرمایہ

کاری کی ہے۔ ہر اہل جوڑا خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق مواد حاصل کرتا ہے، جو مقامی ہیلٹھ و رکرز کی مدد سے ان تک پہنچایا جاتا ہے۔ ایک مشکل کام پاکستان کی طرح بنگلہ دیش کی 160 ملین آبادی میں سے 90 فیصد مسلمان ہیں، جن میں بڑی تعداد قدرامت پسندوں کی ہے۔ اس وجہ سے سماجی حقوق کے کارکنوں کیلئے شادی شدہ خواتین، خصوصی طور پر دیہی علاقوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کو خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق شعور و آگہی دینے میں مشکلات کا سامنا بھی رہا۔ سب سے زیادہ مذہبی رہنماؤں کی جانب سے مزاحمت دیکھنے کو متى تھی۔ مگر پھر حکومت کی جانب سے مسلم مذہبی رہنماؤں کو خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق کو رسن کروائے گئے۔ اس طرح اس مہم کا راستہ ہموار کیا گیا۔ بنگلہ دیش میں میڈیا لوگوں کو مسلسل سمجھاتا آیا ہے کہ مالیاتی بوجھ سے بچنے اور بچوں کی بہتر دیکھ بھال اور نگہداشت کیلئے خاندانی منصوبہ بندی بہت ضروری ہے اور یہ خبر بڑی حیران کن ہے کہ آج پاکستان کی آبادی بائیس کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے اور بنگلہ دیش کی آبادی سوا سولہ کروڑ کے قریب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گز شستہ پچاس برسوں میں بنگلہ دیش میں پیدائش کی شرح فی خاتون 7 بچوں سے کم ہو کر 2.1 بچے تک پہنچ گئی ہے۔ یہ قریب یورپی اوسط کے برابر ہے۔ شرح پیدائش میں کمی براہ راست خواتین کی بہتر تعلیم، ملازمت کے موقع اور صحت کی سہولیات تک رسائی سے جڑی ہے۔ دنیا میں جن ملکوں نے بھی ترقی کی ہے اس کی وجہ وہاں کے لوگوں نے 5 سال کی بجائے 50 سال اور 100 سال کو سامنے رکھتے ہوئے پالیساں بنانے کا عمل شروع کیا ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں میں تعلیم، صحت اور ٹرانسپورٹ کے جدید نظام کو دیکھیں اور پھر اپنی بدحالی کو دیکھیں تو حقیقت سمجھ آ جاتی ہے کہ ہمارے منصوبہ سازوں سے بھول ہوئی ہے۔ آج سے 50 سال پہلے جب اقوام عالم نے آبادی اور مسائل کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے کام شروع کیا تو کاش اس ملک میں بھی خاندانی منصوبہ بندی پرویسا ہی عمل ہوتا جیسا ہمارے پڑوئی ملکوں نے کر دکھایا۔ آج ہماری حکومت کو سب سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو ساتھ بٹھا کے آبادی کنٹرول کرنے کا کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے جو ہر حال جاری رہے۔ عوام کو سمجھایا جائے کہ مہنگائی، بیروزگاری، صحت، لاقانونیت اور سموگ جیسے مسائل آبادی کنٹرول کرنے سے ہی کم ہوں گے۔ کبھی ہم نے دشمن کے بچوں کو پڑھانے کا عہد کیا تھا چلیں آج اپنے بچوں کے بہتر مستقبل کی خاطر اپنے دوست چین، مسلم ملک بنگلہ دیش اور دشمن دیش بھارت سے کچھ سیکھنے کا عہد کر لیں۔ آبادی کنٹرول ہوگی تو ملکی معیشت پھلے پھولے گی اور لوگوں کی زندگی کا معیار بہتر ہونے لگے گا۔

بشكري نوائے وقت



# آبادی میں اضافہ

## خدشات اور حل

(محمد پرویز جگوال - ریسرچ سکالر N G C)

پاکستان کی آبادی میں تقریباً ہر آٹھ سینٹ کے بعد ایک نئے فرد کا اضافہ ہوتا ہے اور خدشہ ہے کہ اگر اس رفتار میں کمی نہ آئی تو ہماری آبادی 2070 میں 35 کروڑ سے بھی تجاوز کر سکتی ہے۔ یہ بڑھتی ہوئی بے ہنگام آبادی پاکستان کی سماجی و معاشی ترقی کے لیے کئی سنگین مسائل پیدا کر سکتی ہے۔



بڑھتی ہوئی آبادی مختلف سماجی برائیوں کو جنم دے رہی ہے جن میں کم عمری میں شادیاں، بچوں کی مزدوری اور استھان، بے روزگاری، ناخواندگی میں اضافہ اور بڑھتی ہوئی انتہا پسندی شامل ہیں۔

پاکستان اس وقت دنیا میں چھٹا اور مسلمان ممالک کے درمیان آبادی کے لحاظ سے دوسرا بڑا

ملک بن گیا ہے۔ جنوبی ایشیا میں آبادی میں اضافہ کی شرح میں پاکستان سب سے آگے ہے جو کہ 4.2 فیصد کی خطرناک حد تک پہنچ گئی ہے۔ 1951 میں کی گئی پہلی مردم شماری کے مقابلے میں اب پاکستان کی آبادی چھ گناہ بڑھ چکی ہے۔

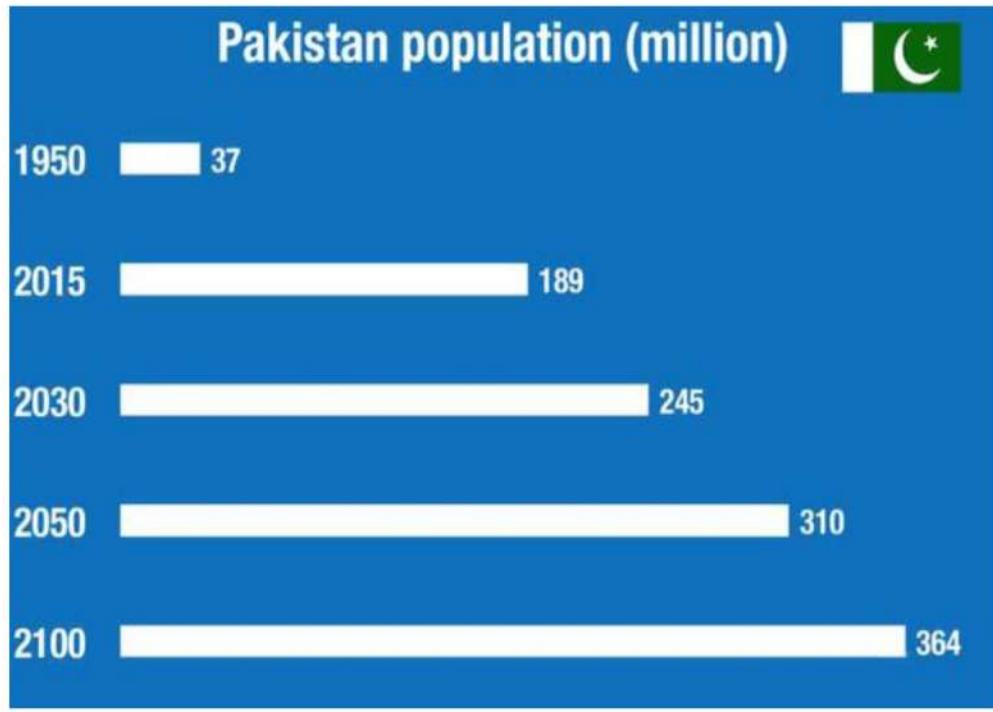
موجودہ شرح افزائش کے پیش نظر پاکستان میں 2040 تک بارہ کروڑ ملازمتیں پیدا کرنا ہوں گی، 85000 مزید پر امری سکول بنانے ہوں گے اور ایک کروڑ نوے لاکھ اضافی مکانات تعمیر کرنے ہوں گے۔ اس کے علاوہ صحت کے شعبے میں بھی بہت بڑی سرمایہ کاری کی ضرورت ہوگی۔

پاکستان کے مقابلے میں دیگر اسلامی ممالک نے افزائش آبادی کو قابو میں لانے میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ ان میں ہمارے خطے میں ہی واقع بنگلہ دیش اور ایران خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ بنگلہ دیش کی آبادی 1971 میں تقریباً سات کروڑ 10 لاکھ تھی جبکہ پاکستان کی آبادی 1972 میں چھ کروڑ 50 لاکھ کے قریب تھی۔ آج بنگلہ دیش کی آبادی کی پاکستان کی 20 کروڑ 78 لاکھ

کے مقابلے میں 16 کروڑ 47 لاکھ ہے اور سالانہ افزائش کی شرح ہم سے کئی درجہ کم ایک فیصد ہے۔ ایران میں بھی آبادی میں اضافے کی شرح میں پچھلے 30 سالوں میں کمی کی رفتار انتہائی تیز رہی ہے۔ 1980 میں یہ شرح فی خاتون 6.5 فیصد بچوں کی پیدائش تھی جو 2017 میں حیران کن 1.6 فیصد پر آگئی ہے۔

060 اور 07 کی دہائی میں خاندانی منصوبہ بندی کے لاتعداد منصوبوں پر عمل کیا گیا جس کا مقصد ایک خاندان میں بچوں کی تعداد کو دو تک محدود رکھنا تھا۔ یہ کاوشیں کافی حد تک کامیاب رہیں لیکن فوجی آمراضیاء الحق کی آمد کے بعد اس مہم پر کاری ضرب لگی (اے

(ایف پی)



پاکستان میں بڑھتی ہوئی بے ہنگام اور بے قابو آبادی ملکی وسائل بالخصوص محدود قدرتی وسائل پر سخت دباؤ ڈال رہی ہے۔ یہ صورت حال مستقبل قریب میں بحران کی شکل اختیار کر سکتی ہے۔ اس سلسلے میں پانی کے ذخائر پر بڑھتا ہوا بوجھ ملک کو جلد

ایک پریشان کن صورت حال سے دوچار کر سکتا ہے۔ 1981 تک ہمارے ہاں پانی و افر مقدار میں مہیا تھا اور فی کس دستیابی 2.123 مکعب میٹر تھی۔ 2017 کی مردم شماری سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب پانی کی فی کس دستیابی انتہائی کمی کا شکار ہو کر 861 مکعب میٹر فی کس کی سطح پر آگئی ہے۔ اگر اس بڑھتے ہوئے سیالاب کے آگے بندنه باندھا گیا تو بڑھتی ہوئی آبادی کے ساتھ پانی کی فی کس دستیابی میں کمی کا یہ مسئلہ عنقریب مزید سنگین صورت اختیار کر سکتا ہے۔

پانی ہی وہ واحد قدرتی عطیہ نہیں جو اس وقت سنگین خطرے سے دوچار ہے۔ اراضی اور اس کے استعمال پر بڑھتی ہوئی آبادی کے اثرات بھی توجہ طلب ہیں۔ زرعی اراضی کی دستیابی جو کہ 60 اور 07 کی دہائی میں کثرت سے تھی اس میں بھی خطرناک حد تک کمی آئی ہے۔ اس وجہ سے لوگ زراعت کا کام چھوڑ کر روزگار کی تلاش میں شہروں کا رخ کر رہے ہیں۔ شہری پھیلاؤ میں اضافہ زرعی

اراضی کو مزید دباؤ کا شکار بنارہا ہے۔ زرعی اراضی کا غیر زرعی مقاصد کے لیے استعمال تیزی سے پھیلتا جا رہا ہے جو کہ ملک کو ایک اور بڑے بحران کی طرف لے جا رہا ہے۔

پاکستان کے لیے خود اپنی آبادی کی خوارک کی ضروریات کو پورا کرنے کی صلاحیت کم ہوتی جا رہی ہے۔ اس کے اثرات گندم کی قلت کے علاوہ بچلوں اور دالوں سمیت ضروری اشیاء خوردنوش کی درآمد کی شکل میں پہلے ہی سامنے آنا شروع ہو گئے ہیں۔ زمین کی قیمتیں آسمان سے با تین کر رہی ہیں کیونکہ زرعی اراضی کو غیر زرعی مقاصد بالخصوص ریل اسٹیٹ کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے اور زیر کاشت زمینوں کو رہائشی سکیموں میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ اس رجحان سے ملک کو ایک مستقل زرعی بحران سے دوچار ہونے کا خطرہ موجود ہے۔

یہ بات تو طے شدہ ہے کہ اگر ایک بار اراضی کے استعمال میں تبدیلی آجائے تو اسے اصل مقصد کی طرف واپس لانا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق پاکستان میں بے دریغ شہری پھیلاؤ 77,000 ہیکٹر اراضی کو ہڑپ کر چکا ہے جس میں زیادہ تر زرخیز زرعی اراضی شامل تھی۔

پاکستان میں آزادی کے بعد کے سالوں کے دوران کل زیر کاشت اراضی میں صرف 40 فیصد اضافہ ہوا ہے جبکہ آبادی میں پچھے گناہ اضافہ ہوا ہے۔ زرعی اراضی میں تشویشاں کی کمی کے علاوہ بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے جنگلات میں بھی وسیع پیمانے پر کمی دیکھنے میں آئی ہے جو ہمارے ماحولیات پر شدید متفق اثر ڈال رہی ہے۔ اس ماحولیاتی تبدیلی سے قدرتی آفات میں بھی اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔

آبادی کا بڑھتا ہوا پھیلاؤ پاکستان کی معاشی سلامتی کے لیے ایک بڑا خطرہ ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس مسئلہ کے حل کی طرف جدراز جلد اور سنجیدہ توجہ دی جائے۔ سائلہ اور ستر کی دہائی میں خاندانی منصوبہ بندی پر کافی توجہ دی گئی اور عوام میں آگئی پھیلانے کے لائق تعداد منصوبوں پر عمل کیا گیا جس میں اخبارات، ریڈ یو اور ٹی وی جیسے ذرائع ابلاغ کو موثر طریقے سے استعمال کیا گیا۔ اس مہم کا مقصد ایک خاندان میں بچوں کی تعداد کو حد تک محدود رکھنے کے فوائد سے عوام کو آگاہ کرنا تھا۔ یہ اور اس نوعیت کی دیگر کاوشیں کافی حد تک کامیاب رہیں۔ لیکن ضیاء الحق کی آمد کے بعد اس مہم پر کاری ضرب لگی۔ مذہبی حلقوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس آگئی مہم کو غیر اعلانیہ طور پر بتدریج ختم کر دیا گیا۔ اس غلطی کا شاخانہ اب ہم آبادی کے بڑھتے ہوئے طوفان کی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔

لیکن ابھی بھی بہت درنہیں ہوئی ہے اور اب بھی بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے ہمارے محدود قدرتی وسائل کی مکمل نابودی کے خطرات پر قابو پانے کے لیے بہت کچھ کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ ہماری قیادت اس پر سنجیدگی سے توجہ دے۔ آبادی کے پھیلاو کروکنے کے لیے ہم بنگلہ دیش اور ایران کی کامیاب پالیسیوں سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

آزادی کے فوراً بعد بنگلہ دیش نے خاندانی منصوبہ بندی کے ایک کامیاب پروگرام کا آغاز کیا جس کا بنیادی پہلو یہ تھا کہ منصوبہ بندی کی خدمات گھر کی دہلیز پر فراہم کی جائیں اور اور اس کے لیے تربیت یافتہ نوجوان خواتین کو بھرتی کیا گیا۔ مذہبی راہنماؤں کی مدد بھی لی گئی۔ اس کے ساتھ جگہ جگہ خاندانی منصوبہ بندی کے دیہی کلینک قائم کئے گئے اور رابطہ و رسائی کے مختلف طریقوں سے بھر پور آگئی پیدا کی گئی۔ اسی طرح ایران میں مذہبی اداروں اور معروف علماء کو ساتھ ملایا گیا اور منصوبہ بندی کے طریقوں تک مفت اور آسان رسائی بڑھائی گئی۔ نئے شادی شدہ جوڑوں کو مشاورت فراہم کی گئی اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے منصوبہ بندی کے بارے میں آگئی پیدا کی گئی۔ ان مستند اور کامیاب طریقوں پر عمل کرتے ہوئے پاکستان میں بھی اس چیز کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے اور اس میں جدت پیدا کر کے اسے زیادہ قابل قبول بنایا جاسکتا ہے۔

اس پروگرام کو کامیاب بنانے اور اس کی زیادہ سے زیادہ قبولیت کے لیے ہر خاندان کی مناسب مالی امداد کا وعدہ بھی ایک موثر کردار ادا کر سکتا ہے۔ اس خوفناک صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں خطیر وسائل مہیا کرنے ہوں گے اور اگر کچھ اہم اداروں کے اخراجات کم بھی کرنے پڑے تو اس سے گریزنا کیا جائے۔ یہ ایک ایسی سرمایہ کاری ہے جو ملک کی ترقی، سلامتی اور آئندہ نسلوں کی خوشحالی کے لیے از حد ضروری ہے۔

اقوامِ متحده کے مطابق اب دنیا کی 54 فیصد آبادی شہروں میں رہتی ہے۔ اندازہ ہے کہ سنہ 2050 تک یہ اعداد و شمار 66 فیصد ہو جائیں گے، جب پوری دنیا کی آبادی تقریباً 9.6 ارب تک پہنچ جائے گی۔ اس کا مطلب ہے کہ جگہ کا مسئلہ پیدا ہو گا اور اس کا اثر ماحول پر بھی پڑیگا۔ مثال کے طور پر شہری آبادی میں اضافے سے سبز علاقے ختم ہو سکتے ہیں، جبکہ زیادہ توانائی کے استعمال سے فضائی آلودگی بڑھے گی۔

اس کے حل کے لئے موجودہ وقت میں ٹیکنالوجی کے استعمال اور سماਰٹ منصوبہ جات کو ڈسکس کیا جا رہا ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ اس ہجوم سے بچنے کا ایک حل عمودی شہروں کے زیادہ بنانے میں ہے جن میں رہائشی ایسی عمارتوں میں رہیں اور کام کریں گے جو جتنا

ممکن ہوا و نجی بنائی جاسکیں۔ اس خیال کے حامی کہتے ہیں کہ اس کا حل ہے کہ ہائی رائز، ڈیزائن بنانے چاہیں، جس میں زیادہ کثافت والی رہائش گاہیں بنائی جائیں اور جگہ کی قربانی دی جائے۔

ماہر تعمیرات پہلے ہی مائکرو ہوم کی طرف رخ کر چکے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ رہجان چھوٹی جگہوں کا ہے، جو زیادہ سوچ سمجھ کر بنائی گئی ہوں۔ سائز ہمیشہ مقصد نہیں ہے۔ ماہر تعمیرات ایسی چیزیں کر سکتے ہیں جو عام آدمی سوچ بھی نہیں سکتے، جگہ کے استعمال کا طریقے بدل سکتے ہیں۔ دنیا میں کئی جگہوں پر ایک آدمی والے گھرانے روانچ پار ہے ہیں، جس کی وجہ سے چھوٹے اپارٹمنٹس ماضی کی نسبت اب زیادہ قابلِ قبول ہوتے جا رہے ہیں۔

اوپنجی عمارتیں اور چھوٹے اپارٹمنٹس شہر کے رہائشوں کو زیادہ سبز علاقے مہیا کر سکتے ہیں۔ اور چھوٹی جگہوں سے بھلی اور ہیٹنگ کی بچت کی جاسکتی ہے، جس کی وجہ سے وہ سستی ہو سکتی ہیں جو ماحول کے لیے بھی اچھی ثابت ہوں گی۔ عمودی، زیادہ کثافت والی رہائش گاہوں کا ایک اور فائدہ روزہ مرہ کے سفر پر اثر بھی ہو سکتا ہے۔ افقی شہر میں بہت سی تو انائی آمد و رفت، ڈاکٹر اور سکول سے لے کر پارک اور شاپنگ سینٹر تک جانے میں صرف ہو جاتی ہے۔ پتلا اور اوپچالینڈ سکیپ فاصلے کم کرتا ہے، جس کی وجہ سے شہری زندگی ایک دباؤ والا عنصر کم ہو جاتا ہے۔ کم آمد و رفت سے گرین ہاؤس گیسوں کا اخراج بھی کم ہو گا۔ ہمیں بھی بطور پاکستانی قوم انھی جدید خطوط پر سوچنا ہو گا۔ اور اس مخاذ پر ہر زاویے سے کام کرنا ہو گا تب ہم آنے والے مستقبل کو محفوظ کر پائیں گے۔ کہیں آج کی سستی کل کی تباہی نہ بن جائے۔

## World Population Day 2021





## بڑھتی ہوئی آبادی کے اثرات کا پس منظر ریچانہ اکبر ریسرچ آفیسر (NGC)

پاکستان آبادی کے لحاظ سے اس وقت دنیا میں چھٹا اور مسلمان ممالک کے درمیان دوسرا بڑا ملک بن گیا ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی میں اضافے کی کئی وجوہات ہیں جن سے آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے ایک محتاط انداز کے مطابق ہر سال ہماری آبادی میں تقریباً 60 لاکھ افراد کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں جس تیزی سے آبادی بڑھ رہی ہے سال 2050 تک یہ 35 کروڑ تک پہنچنے کا امکان ہے۔ آبادی کے بڑھنے اور اس سے پیدا ہونے والے کئی معاشرتی، ماحولی اور معاشی مسائل اور ان سے پیدا ہونے والے اثرات گنوائے جاتے ہیں۔ لیکن پاکستان دنیا کے ان چند ممالک میں سے ایک ہے۔ جہاں پر آبادی میں نوجوانوں کی زیادہ شرح ایک ایسا اچھا موقع ہے جو ہمیں دنیا کے کسی بھی ترقیاتی ملک کے برابریاں سے آگے لے جاسکتا ہے۔ ہمارے سامنے ان ممالک کی مثال بھی موجود ہچن کی آبادی بہت زیادہ ہے لیکن اس سے ان کی معیشت کمزور ہونے کی بجائے مضبوط ہو رہی ہے۔ پاکستان میں اس وقت جو معاشی، انتظامی اور معاشرتی مسائل ہیں۔ ان کی وجہ آبادی کی کثرت نہیں بلکہ وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم ہے۔ اس وقت ملک میں پیدا ہونے والے مسائل کا سبب آبادی نہیں بلکہ حکومت کی غیر مناسب پالیسیاں ہیں کیونکہ اس آبادی کا صحیح استعمال نہیں ہو رہا۔ اگر پاکستان میں نوجوانوں پر مشتمل اس آبادی کا صحیح طور پر استعمال کیا جائے ان کو معاشرتی اور عصری ضروریات کے مطابق تعلیم دی جائے تو ملک میں صنعت اور زراعت کو فروغ ملے گا۔ بے روزگاری کا خاتمه ہو گا اوری معیشت بہتر ہو گی۔ آبادی کا مسئلہ آبادی کے زیادہ یا کم ہونے سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ وسائل کا آبادی کے ساتھ متناسب نہ ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے ساتھ ساتھ معاشی وسائل بھی بڑھتے جائیں تو آبادی کا مسئلہ ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارے معاشی وسائل اس رفتار سے نہیں بڑھ رہے۔ جس رفتار سے ہماری آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ قدرت نے وطن عزیز کو بے شمار وسائل سے مالا مال کیا ہے اب یہ حکومت کا فرض ہے کہ ان وسائل کو استعمال میں لا کرتوازن اور عدل کے ساتھ لوگوں میں تقسیم کریں۔ آبادی میں اضافہ کو ملک کے اقتصادی و معاشی تحفظ اور سلامتی کے لیے ایک سنگین چیخ قرار دیے جانے کی بجائے ان سے پیدا ہونے والے مسائل کے حل پر توجہ دی جائے۔ آبادی میں اس بے پناہ اضافیکے باعث جو نتائج سامنے آرہے ہیں سیاسی قیادت اقتدار کی جنگ سے باہر نکل کر اس مسئلے پر توجہ دے۔ الیہ یہ ہے کہ ملکی تعمیر و ترقی کے لیے سنجیدہ فیصلوں کی بجائے ترقیاتی کاموں میں روکاوت آبادی کو فرار دیا جا رہا ہے۔ اس وقت ضرورت ہے کہ زراعت اور چھوٹی صنعتوں کو فروغ دینے کیلئے ٹھوں حکمت عملیاں بنائی جائیں اگر ہماری زیادہ آبادی پیداواری صلاحیت کی حامل ہو تو یہ ملک کیلئے عظیم سرمایہ بن سکتی ہے۔

# لمحہ فکر یہ..... کیا ہم کسی معجزے کی توقع کر سکتے ہیں؟

تحریر: ڈاکٹر منوں احمد، ڈین فیکٹی آف سوشل سائنسز، یونیورسٹی آف کراچی

ترجمہ: ملک ندیم احمد لطیف، سلطانہ فاؤنڈیشن

پاکستان کی تخلیق ایک معجزہ تھا، لیکن ایسا لگتا ہے جیسے اسے معاشی طور پر متحرک اور سیاسی طور پر مستحکم ریاست میں تبدیل کرنے کے لئے ہمیں ایک اور معجزہ کی ضرورت ہے، ایسی ریاست جہاں اچھی حکمرانی ہو، قانون کی حکمرانی ہو اور عملی نظامِ انصاف ہو۔ وزیر اعظم عمران خان بدنوائی، اقربا

پروری اور بڑھتے ہوئے قرضوں کے لئے مسلسل ”مافیاز“ پر الزام لگا رہے ہیں جو ہمارے ملک میں معیار زندگی کو متاثر کر رہے ہیں۔ اگر کوئی ملک اپنے وجود میں آنے کے 7 سال بعد بھی استحکام حاصل نہیں کر پاتا تو پھر کوئی مجزہ ہی اسے بحران سے نکال سکتا ہے۔



اگر کوئی ریاست انتہا پسندوں اور شرپسندوں کے حوالے سے صرف ڈھارس بندھانے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے تو اس ریاست میں استحکام نہیں آ سکتا اور وہ ریاست اقوامِ عالم میں اپنے وقار کو بلند نہیں کر سکتی۔ صرف کوئی مجزہ ہی اس کو ناکام ہونے سے بچا سکتا ہے۔ سنگاپور، چین، جنوبی کوریا اور ملائشیا میں صرف 50 سال کے عرصے رونما ہونے والے مجزات یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ تمام مشکلات اور تمام بحرانوں پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ چین اب دنیا کی دوسری سب سے بڑی معاشی طاقت ہے جبکہ سنگاپور کو جو کبھی تیسرا دنیا کا ملک تھا، اب ترقی یافتہ ممالک میں شامل کر دیا گیا ہے۔ مذکورہ چاروں ممالک غریب اور پسمندہ تھے لیکن ان کی قیادت کی انہک کوششوں سے مجزاتی طور پر وہاں تبدیلی آئی اور ان کا جی ڈی پی، فی کس آمدنی، برآمدات اور زر مبادلہ کے ذخائر بہت تیزی سے بڑھے۔

پاکستان کے معاملے میں مجزے کیوں نہیں ہوئے اور 60 کی دہائی کے دوران اس کی معاشی ترقی کی متاثر کن شرح اور صنعتی ملک ہونے

کے باوجود ملک کس طرف ترنی کی طرف بڑھا؟ ہمارے پڑوس میں ایک مجزہ ہو رہا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ متحده عرب امارات جس نے صرف 50 سال قبل برطانیہ سے آزادی حاصل کی تھی آج معیشت، بنیادی شہری ڈھانچے اور معیارِ زندگی کے لحاظ سے اس کا موازنہ کسی بھی ترقی یافتہ ملک سے کیا جاسکتا ہے۔

مجزات جاپان اور جرمنی میں بھی پیش آئے جو دوسری عالمی جنگ میں بڑی حد تک تباہ ہو چکے تھے، لیکن اب یہ دنیا کی تیسرا اور چوتھی بڑی معیشت ہیں 1950 کی دہائی میں ایسا وقت بھی آیا تھا جب پاکستان نے جنگ کے بعد کی تغیریوں اور ترقی کی دلیل بھال کے لئے مغربی جرمنی کو قرض فراہم کیا تھا۔ اور پھر بگہہ دلیش اب خود اس ملک سے بہت آگے ہے جس سے اس نے آزادی حاصل کی تھی۔ بگہہ دلیش تقریباً تمام معاشی اور انسانی ترقی کی شماریات میں پاکستان سے بہت آگے ہے۔

مالک سے پچھے  
ترقی اور انسانی  
رہنمائی کرتا تھا تو  
اور قابل غور فکر  
کے دور میں یکے  
کی تبدیلی کے  
باوجود، بہت



اگر پاکستان آج ان  
ہے جن کی کبھی وہ انسانی  
سلامتی معاملات میں  
صورتحال تشویش ناک  
ہے 1971 کے بعد  
بعد دیگرے کئی حکومتوں  
تجربہ سے گزرنے کے

زیادہ صلاحیتوں کے مالک ہونے کے باوجود پاکستان خود کو بد عنوانی، اقرباً پوری، بیڈ گورننس، قرضوں کے جال، کم برآمدات، کم زر مبادلہ کے ذخیرے، جی ڈی پی اور فی کس آمدنی کے شیطانی چکر سے نکلنے میں ناکام رہا ہے۔ وزیر اعظم عمران خان جب خزانہ خالی ہونے کی بات کرتے ہیں اور عوام کی دلکشی کی وجہ سے میں اپنی عدم صلاحیت کا اعتراف کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ پاکستان آنے والے طویل عرصے تک اپنے حالات نہیں سدھا ر سکے بھال کرنے میں اپنی کوئی کمی نہیں ہے جو پاکستان میں مجزے ہونے توقع کی کرتے ہیں اور غربت، ترنی، بد عنوانی، اقرباً پوری اور معاشی وجود سے ہے۔ تاہم، ان لوگوں کی کوئی کمی نہیں ہے جو پاکستان میں اضافہ اور لوگوں کے معیارِ زندگی میں اضافہ ایک ناممکن امر کی توقع کرنے کے متراff گا۔ لہذا معاشی صورتحال میں بدلاؤ، تجارت اور سیاحت میں اضافہ اور لوگوں کے معیارِ زندگی میں اضافہ ایک ناممکن امر کی توقع کرنے کے متراff گا۔

نکلنے کے لیے کسی آسمانی مدد کی امید رکھتے ہیں۔ لیکن جو حقیقت ہم بھول رہے ہیں وہ یہ ہے کہ خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔  
یہ تجزیہ کرنے کے لئے کہ پاکستان کے معاملے میں مجزات کیوں نہیں ہوئے ہیں، تین اہم حقوق کو دھیان میں رکھنا چاہئے۔

سب سے پہلے..... چیزیں صرف خدا پر بھروسہ کرنے پر تبدیل نہیں ہو سکتی ہیں تاوقتیکہ اس عقیدے کے ساتھ عملی تقاضے بھی پورے کیے جائیں۔ اگر چین اور دوسرے ممالک کے معاملات میں مجزے رونما ہوئے جن کی وجہ سے ان کی معاشی اور معاشرتی ڈھانچے کی کوالٹی میں تبدیلی واقع ہوئی ہے تو یہ بنیادی طور پر عزم اور دیانتدار قیادت کا نتیجہ تھا جس نے عوام کے مفاد کو اپنے ذاتی مفاد پر ترجیح دی۔ اگر قیادت کرپٹ اور نااہل ہے اور اس میں اتفاق و اتحاد کا فقدان ہے تو یہ عوام کو معاشرتی اور معاشی ترقی کی طرف کبھی نہیں لے جاسکتی۔ جب اشرافیہ کی تنگ و دوکو صرف اپنے مفادات اور



آرام و آسائش تک محدود ہوا اور عوام کو وہ صرف دولت اور اقتدار کے حصول کے لیے استعمال کریں تو مجزے رونما نہیں ہو سکتے۔

دوسرا..... قانون کی حکمرانی، مناسب نظام عدل اور سب کے لئے جوابدہ ہی، جب تک یہ سب نظریاتی اور عملی دونوں صورتوں میں نہیں پائے جاتے،

کوئی مجزہ رونما نہیں ہو سکتا۔ جب شرپسند اور انہا پسند قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں اور قانون ٹکنی کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کے پابند لوگ یا ادارے ان سے نمٹنے میں ناکام رہتے ہیں تو اس سے بین الاقوامی سطح پر پاکستان کا بہت برا تاثر جاتا ہے۔ واقعی یا ایک مجزہ ہو گا اگر پاکستان عدم رواداری، انہا پسندی، دہشت گردی، تشدد اور بنیاد پرستی سے خود کو بچاسکے۔

قانون کی حکمرانی کی عدم موجودگی کا مطلب یہ ہے کہ ملک کو ایک ناکام ریاست کے طور پر پیش کیا جائے گا۔ 16 دسمبر، 2014 کو اے پی ایس پشاور میں پڑھنے والے دہشت گرد حملے کے نتیجے میں ملک سے دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے نیشنل ایکشن پلان تشکیل دیا گیا اور

2020 کے اوائل میں ٹی ٹی پی کے رہنماء کے اسلام آباد کے سیف ہاؤس سے فرار ہونے پر کسی قسم کی کارروائی نہیں کی گئی جس سے اندر وہی حفاظت اور سلامتی پر سگین سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ کیا سکیورٹی کے اداروں میں کوئی بدعنوان عناصر ہیں جو شدت پسند گروہوں کی سرپرستی کر رہے ہیں؟ تیرا..... انتہائی بدعنوانی، اقرباً پروری، انہتاً پسندی، عدم رواداری، بنیاد پرستی اور تشدد کی فضا کے باوجود اگر قائدِ اعظم محمد علی جناح کا ایک پُر امن اور روادار پاکستان کا تصورِ حقیقت میں بدل جائے تو یہ ایک مجذہ ہو گا۔ پاکستان اس وقت جس صورت حال سے گزر رہا ہے، اس کے بالکل عکس ہے جس کے قائدِ اعظم خواہاں تھے۔ لہذا، یہ ایک مجذہ ہی ہو گا اگر پاکستان میں روشن خیالی، رواداری، امن، احتساب، گذگور نہیں اور قانون کی حکمرانی قائم کی جاسکے۔

اس سب کے باوجود یہ امید رکھنی چاہئے کہ نفرت، عدم رواداری اور انتقامی رویوں کو شکست دی جاسکتی ہے اور آنے والے سالوں میں پاکستان کا ایک عمدہ عالمی عکس بحال ہو سکتا ہے۔ اس کے لیے وسائل بھی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ صلاحیت بھی۔ صرف اقتدار کی طاقت رکھنے والوں کی طرف سے سیاسی عزم کا مظاہرہ ہو تو مجذہ یقیناً رونما ہو سکتے ہیں۔

(بشكلیہ: ایکسپریس ٹریبون، 18 اپریل، 2021)



## سرمایہ داری نظام کی خرابیاں

- موادی اور خدماتی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ سرمایہ داری نظام نئی نئی ضروریات تخلیق کرتا ہے۔
- سرمایہ داری نظام کی روح 'مسابقت' ہے جو پیچھے رہ جانے والوں کو Neglect کر دیتی ہے اور ان سے لاپروا ہو جاتی ہے۔
- سرمایہ داری نظام بے روح معاشری نظام ہے جہاں کمزور کے لئے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔
- سرمایہ داری نظام میں ذاتی مفادات کے تعاقب کو اخلاقی اور قانونی جواز حاصل ہے۔ ذاتی مفاد کے تعاقب کہ سماجی اثرات اور استحصال ثانوی درجہ پر آتے ہیں۔
- سرمایہ داری نظام میں ذاتی مفاد کے تعاقب میں استعمال ہونے والے ذرائع کی قانون سے مطابقت لازمی ہوتی ہے لیکن اخلاقی پابندی ضروری نہیں ہوتی۔
- سرمایہ داری نظام غیر مساوی ڈیولپمنٹ میں مندرجہ ہوتا ہے اور معاشرے کو Haves اور Have-nots میں تقسیم کر دیتا ہے۔
- سرمایہ داری نظام کی افزائش میں باعتماد عدد الگی نظام کلیدی کردار ادا کرتا ہے
- باہمی عقود کی ضمانت ملکیتی حقوق کی حفاظت حکومتی نظام کی ذمہ داریوں میں سے ہوتی ہے۔

(ڈاکٹر نعیم غنی)

”جو لوگ دوسروں کی حاجت پوری کرنے کے لئے شب و روز پوشیدہ یا ظاہری طریقے سے اپنا مال خرچ کرتے ہیں، اس کا اجران کے رب کے پاس ہے۔ اور ان کے لئے کوئی خوف نہیں اور نہ وہ رنجیدہ ہوتے ہیں۔“ (سورہ بقرہ: 274)

# سلطانہ فاؤنڈیشن

## تعمیر معاشرہ بذریعہ تعمیر افراد

خصوصی تحریر: چیئر میں

1992 سے قائم شدہ سلطانہ فاؤنڈیشن، جس کا مشن "تعمیر معاشرہ بذریعہ تعمیر افراد" ہے، سینکڑوں ہم خیال دوستوں کی سالاہ سال کی دن رات کی محنت سے ترقی کی منزلیں طے کرتا ہوا اب ایک منفرد مقام حاصل کر چکا ہے۔ اس کے مختلف تعلیمی اداروں میں ایک وقت میں تقریباً 6000 طلباء و طالبات تعلیم حاصل کرتے ہیں اور اب تک دسیوں ہزاروں بچے فاؤنڈیشن کے تعلیمی اداروں سے فارغ ہو چکے ہیں اور ان میں سے بہت سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے برسرِ روزگار ہیں اور معاشرے کی بہتری اور ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

اس کے ساتھ سلطانہ فاؤنڈیشن کے فری کلینک سے ماہر ڈاکٹروں کے زیر نگرانی ہر سال ہزاروں مريض علاج معا لجے کی سہولت سے مستفید ہوتے ہیں۔ سکول آف اسٹینٹ ہیلتھ آفیسرز (AHO) سے نرنسنگ کے شعبے میں تعلیم حاصل کر کے خواتین، راوپنڈی اسلام آباد کے سرکاری و غیر سرکاری اداروں میں کامیابی سے نرنسنگ کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

تعلیمی اور طبی سہولتوں کے ساتھ سلطانہ فاؤنڈیشن نے کئی اور منفرد کام بھی شروع کیے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک 2012 سے جاری شدہ بے سکول بچوں کی تعلیم و تربیت کا ایک نہایت ہی منظم و مربوط پروگرام ہے، جس سے ہر سال ہزاروں وہ بچے مستفید ہو رہے ہیں جو کسی وجہ سے سکول نہیں جاسکے۔ ان کے لیے سکول ہے ہی نہیں۔ بے سکول بچوں کی تعلیم و تربیت کا یہ پروگرام بالکل فری ہے۔ یاد رہے کہ وطنِ عزیز پاکستان میں بے سکول بچوں کی تعداد اڑھائی کروڑ سے تین کروڑ کے درمیان ہے۔ ایک اور منفرد کام 2014 سے نیعم غنی سینکڑ کا قیام ہے۔ اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ہمارا نظامِ تعلیم نہ معاشرے کی ضرورت کے مطابق ہے نہ تیزی سے ترقی کرتی ہوئی دنیا کے تقاضوں پر پورا اترتتا ہے، اس سینکڑ میں ریسرچ سکالر زاس بات کی تحقیق کر رہے ہیں کہ کس طرح موجودہ نظامِ تعلیم کی مختلف جہتوں میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔ اس کے لیے ان کے تحقیقی مقامے اور کتابیں منظر عام پر آنا شروع ہو گئی ہیں۔ مثلاً ہمارے نظامِ تعلیم میں سکھلائی (Learning) کا عنصر ہے ہی نہیں۔ تعلیم کے ابتدائی مراحل سے ہی Learning کو تعلیم کا لازمی حصہ بنانے پر زور دیا جا رہا ہے۔

سلطانہ فاؤنڈیشن میں تمام اخراجات ایک منظم طریقے سے منظور شدہ سالانہ بجٹ کے مطابق ہوتے ہیں۔ کوشش یہ کی جاتی ہے کہ اخراجات آمدن سے نہ بڑھنے پائیں۔ کچھلی دہائی سے پوزیشن یہ ہے کہ سلطانہ فاؤنڈیشن کے گل سالانہ اخراجات کا 80 فیصد حصہ طلباء و طالبات کی ماہانہ فیس سے پورا ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ فیس لوگوں کی استطاعت کے مدنظر کم سے کم رکھی گئی ہے اور مستحق طلباء و طالبات کو زیادہ سے زیادہ رعایت اور وظائف بھی دیے جاتے ہیں تاکہ کوئی بچہ مالی وجوہات کی بنا پر تعلیم سے محروم نہ رہ جائے۔ اخراجات کا 10 فیصد حصہ ٹرست ممبرز اور پاکستان میں مخیر حضرات کے عطیات سے پورا ہوتا ہے اور باقی 10 فیصد "Endowment Fund" کے منافع سے پورا ہوتا ہے۔

تمام ٹرست ممبرز اعزازی طور پر خدمات انجام دیتے ہیں اور بہت سے ڈائریکٹرز، ہیڈز آف ڈپارٹمنٹس اور افراد رضا کارانہ یا معمولی اعزازیہ پر کام کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سلطانہ فاؤنڈیشن کے تقریباً تمام 400 ملازم میں جن میں 250 کے قریب کالجوں اور سکولوں کے اساتذہ ہیں، اس کا ریخیر میں اپنا اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔ ایک تخمینے کے مطابق سلطانہ فاؤنڈیشن کے ارکان اور شفاف کی رضا کارانہ خدمات، اخراجات میں تقریباً 25 فیصد کی کابوئی بنتی ہیں۔

سلطانہ فاؤنڈیشن میں کام کرنے والے تمام افراد کی شب و روز کی محنت کا نتیجہ ہے کہ کچھلے 28 سال میں فاؤنڈیشن کے مختلف تعلیمی، طبی اور دیگر فلاجی کاموں کی وجہ سے یہ سبتوں ایک پسماندہ علاقہ آج تمام شہری سہولتوں سے آراستہ تیزی سے ترقی کرتے ہوئے ایک مکمل شہر کا منظر پیش کرتا ہے جہاں لوگ رہائش پذیر ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس تمام عرصہ میں ہر کام میں فاؤنڈیشن کو اہل علاقہ کا مکمل تعاون حاصل رہا ہے۔



## عطیات (جون 2021ء)

		ٹرست ممبر	
		محترم ڈاکٹر ندیم نعیم، اسلام آباد	
روپے	33,000	محترمہ مسٹر نسیم اختر، اسلام آباد	روپے 400,000
روپے	5000	محترمہ عائشہ وسیم دختر ایم وائی خان (مرحوم)، کراچی	
زکوٰۃ		نقد عطیات	
روپے	20,000	محترم دحید صالح ہند معرفت حاجی مسیم احمد، پشاور روڈ	روپے 15,000
روپے			روپے 25,000
محترم ڈاکٹر ایم بی کیانی، اسلام آباد		محترم ڈاکٹر ایم نعیم، اسلام آباد	

## تعلیمی کفالت میں حصہ دار بنئے!

الحمد لله! تعمیر انسانی کا جو مشن ڈاکٹر نعیم غنی اور آن کی ٹیم نے شروع کیا تھا وہ اپنی روح کے مطابق پوری رفتار سے آگے بڑھ رہا ہے۔ سلطانہ فاؤنڈیشن اپنے مشن میں مزید مختیّر خواتین و حضرات کی شمولیت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ فاؤنڈیشن جس انسانی اور فلاحی مشن کو آگے بڑھانے میں مصروف ہے اس میں آپ لوگوں کی شمولیت ادارے کے لئے باعث تقویت ہے۔ (ڈاکٹر نعیم غنی ڈائریکٹر ایمنسٹریشن)



### Student Sponsorships

<b>School Students</b>	<b>Monthly</b>	<b>Annual</b>
<b>Girls College Students</b>	<b>Rs: 1,600/-</b>	<b>Rs: 19,200/-</b>
<b>Science/Commerce – College Students</b>	<b>Rs: 2,100/-</b>	<b>Rs: 25,200/-</b>
<b>Institute of Technology Students</b>	<b>Rs: 2,400/-</b>	<b>Rs: 28,800/-</b>
<b>M.Com Students (Masters)</b>	<b>Rs: 2,400/-</b>	<b>Rs: 28,800/-</b>
<b>Special School Students</b>	<b>Rs: 5,000/-</b>	<b>Rs: 60,000/-</b>
<b>Vocational Students</b>	<b>Rs: 3,200/-</b>	<b>Rs: 38,400/-</b>
<b>Street Children Education Student</b>	<b>Rs: 2,000/-</b>	<b>Rs: 24,000/-</b>
<b>Nursing/Assistant Health Officer Student</b>	<b>Rs: 1,300/-</b>	<b>Rs: 15,600/-</b>
	<b>Rs: 3,000/-</b>	<b>Rs: 36,000/-</b>

<b>Till Matric</b>
<b>1-4 years</b>
<b>1-4 years</b>
<b>1-3 years</b>
<b>1-2 years</b>
<b>Till Matric</b>
<b>1 Year</b>
<b>Till Primary</b>
<b>1 Year</b>

Take your part in this National Responsibility - Enable the future generations with Education

#### Accounts

Title: Sultana Foundation  
A/C# 20005255978 (Branch Code: 0160)  
IBAN: PK02SONE0016020005255978  
Soneri Bank Limited

Title: Islah-e-Fikr Educational & Welfare Trust  
A/C# 3008674758 (Branch Code: 2067)  
IBAN: PK31NBPA2067003008674758  
NBP - National Bank of Pakistan

# ورلڈ پاپولیشن ڈے تصویری جھلکیاں





## عورت کا مقام

ڈاکٹر نعیم غنی

★ عورت گھر میں چھت کا وہ شہتیر ہے جس کو اگر نکال دیا جائے یا وہ ٹوٹ جائے تو چھت کی ساری بالیاں گر جائیں گی۔

★ عورت تخلیق انسانی کی بنیاد ہے۔ اس کو تخلیق کے اس عظیم مقام سے خود مختاری کے نام پر معاشی پیداواری کردار میں بدلنا اس کے مقام کو مکتر کرنا ہے۔

★ عصر حاضر کی تہذیب میں عورت کو رول ماؤل کے مقام سے بدل کر اشتہاری ماؤل کے روں میں لے آیا گیا ہے۔

★ عورت کے کردار کو مرد کے ساتھ مسابقت نہیں یگانگت ہے اور آئندہ آنے والی نسلوں کی تیاری، آپیاری، کردار سازی اس کا کلیدی کردار ہے۔ ان سب کلیدی کرداروں میں ذمہ داریاں اس کی عظمت کی نشانیاں ہیں۔

★ عورت کو صرف پیداواری آلہ بناء کر آزاد کرنے کا جھانسے اس کوئی غلامیوں میں لے جاتا ہے۔



NAEEM GHANI CENTER  
Education Research and Social Development Dept.



Islah-e- Fikr Educational & Welfare Trust®  
Mission Human Development